بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہل تجوید

از

قاری سید کلیم اللہ حسینی



وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

[illegible]

سہل تجوید

برائے مبتدیاں

مُصَنَّفہٗ

"رئیس القراء" مولانا المقری الحاج ڈاکٹر سیّد کلیم اللہ حسینی صاحب

پروفیسر فارسی جامعہ عثمانیہ

ایم اے۔ ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی (لندن)

بہ اِہتمام

قاری سیّد فضل الدین احمد نہری ایم اے۔ بی کام ایل ایل بی ایڈوکیٹ

قاری سیّد محمد ابراہیم نہری بی ایس سی (عثمانیہ)

رجب ۱۳۷۸ھ م جنوری ۱۹۵۹ء

بار چہارم (۲ر۰۰)

اطلاع

دارالقرآت والدینیات الکلیمیہ واقع مسجد عبدالنبی شاہؒ

بازار نورالامراء، قریب گیٹ محکمہ بلدیہ حیدرآباد دکن میں روایت سیدنا حفصؒ، قراءت امام عاصم کوفیؒ، سبعہ وعشرہ قرآات کی تعلیم بعد نماز فجر سے ۸ بجے صبح تک (سوائے جمعہ کے) روزانہ ہوتی ہے لیکن رمضان المبارک میں اوقات تعلیم شام ۴ بجے تا مغرب رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابتدائی تفسیر، حدیث شریف، سیرت نبوی، دینیات اور عربی و حفظ قرآن مجید کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ تعلیم بلا فیس ہے۔

ادارہ ہذا کے دو امتحانات ماہ محرم اور رجب میں عام تعطیل میں منعقد کئے جاتے ہیں اور ایک ماہ قبل تاریخ امتحان کا اعلان اخبارات کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ بوقت امتحان جوابی بیاض (کاپی سائز) اور قلم ہر امیدوار کو اپنے ساتھ لانا ہوگا۔ دس امیدوار ہوں تو اضلاع پر بھی مرکز امتحان قائم ہو سکتا ہے بشرطیکہ کسی مستند قاری کا اطمینان ہو جائے تاکہ عملی امتحان تشفی بخش ہو سکے۔ ضروری مراسلت معتمد ادارہ سے کیجا سکتی ہے۔

کامیاب طلباء اور طالبات کو سالانہ جلسہ منعقدہ ماہ شعبان میں سندیں عطا کی جاتی ہیں اور ہر مضمون میں اول، دوم، سوم، آنے والے طلباء اور طالبات کو ترغیبی انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔ شائقین بہر طور تعلیم سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ معتمد ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

عربی، فارسی اور اردو میں تجوید قرآن مجید کے متعلق مختلف کتابیں اور رسالے مختصر و مفصل لکھے گئے ہیں، عربی کتابوں سے استفادہ بغیر عربی دانی کے ممکن نہیں، فارسی کا بھی یہی حال ہے، اردو کے رسالے جو مختصر ہیں وہ عالمانہ انداز میں اور ادق ہونے کی وجہ سے معمہ بن گئے ہیں اور جو کتابیں مفصل ہیں وہ غیر ضروری مباحث کے باعث طولانی اور غیر دلچسپ ہو کر رہ گئی ہیں اس لئے ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت تھی جو نہ تو معمہ ہو اور نہ طولانی بلکہ ان دونوں خصوصیات سے عاری، اسی چیز کو پیش نظر رکھ کر میں نے عرصہ ہوا سراج الترتیل لکھی تھی جو طبع ہو کر زمانہ گزرا ختم بھی ہو چکی (انشاء اللہ نظر ثانی و اضافہ کے ساتھ مکرر شایع کی جائے گی)۔

یکم محرم الحرام ۱۳۶۱ھ کو میں نے دار القرآن والدینیات الکلیمیہ قائم کیا اس کے بعد سے طلباء کو سراج الترتیل میں سے مختصر قواعد تجوید لکھوا دیئے جاتے تھے لیکن جب طلباء کی تعداد بتدریج بڑھتی گئی تو سراج کا خلاصہ "مختصر و سہل قواعد تجوید" کے نام سے شایع کرنا پڑا۔ یہ رسالہ (۴۰) صفحوں پر مشتمل تھا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ سہل اور عام فہم اردو میں ضروری مسائل پر لکھا گیا تھا، عربی کے الفاظ قوسین میں لکھ دیئے گئے تھے تاکہ ان سے بھی طلباء واقف ہوں اور عربی داں صرف عربی پڑھ لیں اور عربی اصطلاحات سے

مبتدی گھبرا جاتا ہے اور مطالب کے سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ بہرحال غرض یہ تھی کہ کسی طرح طلباء قواعد کو اپنا لیں تو کام آسان ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ الحمد للہ طلباء نے اس رسالہ کو پڑھا اور قواعدِ تجوید اچھی طرح سمجھ لئے بلکہ جن کا حافظہ اچھا تھا انھوں نے از ابتداء تا انتہا اس طرح یاد کر لیا کہ کتاب ہی کے الفاظ دُھراتے تھے۔ اس کتاب میں ہر قاعدہ کو اچھی طرح مثالوں سے واضح کیا گیا تھا جنکو حفظ کر لینے کے بعد قرآن مجید میں جہاں کوئی قاعدہ آتا تو اس کو بہ آسانی سمجھ سکتے تھے۔ یہ رسالہ جس کی تعداد ایک ہزار تھی وقتاً فوقتاً مشتاقانِ فنِ تجوید کو مفت تقسیم کیا گیا اب وہ بھی ختم ہو چکا ہے۔

بلدۂ حیدرآباد اور اضلاع کے شیدایانِ کلام اللہ کے طلب و ذوق و شوق کے پیش نظر اشاعتِ فنِ تجوید و قراءت اور حصولِ اجر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر نظر ثانی کر کے طبع بار دوم میں اس کو مفید تر بنایا گیا زبان اور طریق تفہیم مسائل کو آسان تر کرنے کے علاوہ بعض دیگر ضروری قواعد اور ساتویں فصل "ہائے ضمیر" کا بھی اس میں اضافہ کیا گیا اور طلباء کی سہولت کی خاطر موجودہ درسی کتابوں کی طرح ہر فصل کے ختم پر سوالات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

الحمد للہ چوتھے اڈیشن کی نوبت جلد آپہنچی ہے۔ اسلئے طبع سوم کی بھی حتی الوسع مزید اصلاح و ترمیم کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس کتاب کو اور زیادہ مقبول و مفید خاص و عام بنائے اور مسلمانوں کو قرآن مجید صحیح پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا اجر عطا فرمانے کا اختیار صرف مالک کو حاصل ہے، میں نے جس کام کو اپنا فرض تصور کیا اسکو ادا کر دیا جس طریقے سے میں اس سے عہدہ برا ہو سکا اس کا بہتر علم اللہ تعالیٰ کو ہے جس حد تک کام اچھا ہوا ہے اسکو بطفیلِ افصح العرب والعجم صلعم قبول فرمائے اور جہاں مجھ سے تقصیر ہوئی ہے اسے معاف فرمائے کیونکہ جاہل سے سوائے جہل کے اور کیا صادر ہو سکتا ہے

عاصی سید کلیم اللہ القاری غفرلہ اللہ الباری

فہرستِ مضامین

سیدنا حفص رحمۃ اللہ علیہ
کے
مختصر حالاتِ زندگی

سیدنا امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد تھے۔ شاگرد اوّل شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاگرد دوم حفص رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں صرف حفص کے قواعد لکھے گئے ہیں اور ان کی روایت درج ہے۔

سیدنا حفص رح کی کنیت ابو عمرو تھی اور ان کے والد کا نام سلیمان بن مغیرہ تھا۔ آپ امام عاصم کوفی رح کے فرزند ربیب[1] تھے۔ آبائی وطن کوفہ میں پیدا ہوئے، امام عاصم رح سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ تین واسطوں سے آپ کا سلسلۂ قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر اور ہمدرس تھے۔

سیدنا حفص رح نے امام عاصم کوفی رح کے انتقال کے بعد نہایت کوشش سے فن قراءت کی اشاعت کی جس کا نتیجہ ہے کہ آج تک تمام دنیا میں آپ ہی کی روایت سے قرآنِ مجید لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور چونکہ سیدنا حفص رح کی روایت قراآتِ سبعہ و عشرہ میں سب سے آسان و سہل ہے اس لئے اسی روایت سے تمام دنیا کے قرآن مجید لکھے گئے ہیں۔

سیدنا حفص رح نے ۱۸۰ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

---

[1] بیوی کا وہ لڑکا جو اُس کے پہلے شوہر سے ہو۔

بابِ اوّل

(الف) فضائلِ تعلّم و تعلیم و تلاوتِ قرآنِ مجید

قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے، اور دوسروں کو تعلیم دینے اور تلاوت کرنے کی بہت فضیلتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے والوں کو بہت ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تلاوتِ قرآنِ مجید افضل عبادت سے ہے۔

۱۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔ فرمایا سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے تم میں بہتر شخص وہ ہے جس نے قرآن پڑھنا سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

۲۔ اور فرمایا قرآن شریف پڑھنے والے کو ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

۳۔ یہ بھی فرمایا حضورِ انور صلعم[1] نے جو شخص قرآنِ شریف پڑھنا سیکھتا، اُس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے اُس کی مثال مشک سے

---

[1] صلعم کا لفظ مختصر علامت ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ہر وقت اتنے زیادہ الفاظ دہرانے کے عوض صرف ایک لفظ صلعم بھی لکھتے ہیں۔

بھری ہوئی تھیلی کی سی ہے جس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے۔

۴۔ اور ارشادِ نبوی صلعم ہے جس مومن کے سینہ میں تھوڑا بھی قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

پس قرآنِ مجید کا اس قدر حصہ صحیح پڑھنا سیکھنا جو نماز کی ادائی کے لئے ضروری ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے جس کو "فرضِ عَین" کہتے ہیں اور بقیہ تمام قرآنِ مجید کی تلاوت "فرضِ کِفَایَۃ" ہے جو شخص اس کو پڑھے گا ثواب پائے گا۔

اس بیان سے یہ معلوم ہو گیا کہ قرآنِ شریف کی تعلیم حاصل کرنے، دوسروں کو تعلیم دینے اور تلاوت کرنے کی بہت فضیلتیں ہیں۔

(ب) فَنِّ تجوِید

تجوید کے معنی نیک کرنے اور سنوارنے کے ہیں اور قاریوں کی اِصطلاح میں ہر حَرف کو مخرج سے نکالنے اور اس کے صفات مثلاً اِستعلا (بلندی)، اِستفال (پستی)، ترقیق (باریک پن) اور تفخیم (موٹاپن) کے ساتھ حرف کی ادائی کو کہتے ہیں۔

جس فن کے قواعد کے ذریعے قرآنِ شریف صحیح پڑھنا آتا ہے اس کو فَنِّ تَجوِید کہتے ہیں۔

تجوید کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے ضروری ولازمی ہے کیونکہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ جبریل علیہ السلام

آنحضرت صلعم پر تجوید کے ساتھ نازل ہوا اور اسی طرح بغیر کمی و زیادتی کے ہم تک پہنچا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص قرآنِ مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا نہ سیکھے تو وہ گنہگار ہوگا۔

قرآنِ شریف کو تجوید اور خوش الحانی سے تلاوت کرنا اس کی زینت و آراستگی کا باعث ہے اور سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ اس میں زیادتی یا کمی (اِفْرَاط و تَفْرِیْط) نہ ہونے پائے بلکہ لحن، قواعدِ تجوید کے تابع ہونا چاہیئے۔

قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے تَعَوُّذ یا اِسْتِعَاذَہ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور بَسْمَلَہ یا تَسْمِیَہ یعنے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ضرور پڑھنا چاہیئے۔

قاری قرآنِ مجید کی تلاوت کے وقت کسی کے سلام کا جواب دے تو پھر تلاوت شروع کرنے سے پہلے تَعَوُّذ پڑھ لے، اگر اس نے گفتگو بھی کی ہو تو بَسْمَلَہ بھی پڑھے۔ اثنائے تلاوت میں قرآنِ مجید کے متعلق گفتگو رہی ہو تو تَعَوُّذ ضروری نہیں۔

سوالات

۱- قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے، دوسروں کو تعلیم دینے اور تلاوت کرنے کی کیا فضیلتیں ہیں؟ (؟ یہ سوال کی علامت ہے)

۲- قرآنِ مجید کی تلاوت اور ثواب کے متعلق چند حدیثیں لکھو۔

۳۔ (ؤ) فنِ تجوید کی تعریف کرو۔

(ب) خوش الحانی سے قرآنِ مجید پڑھنے کی کس حد تک اجازت ہے؟

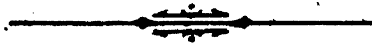
۴۔ (ا) "فرضِ عین" اور "فرضِ کفایہ" کسے کہتے ہیں؟

(ب) اور تجوید و قراءت کے فرض ہونے کا کیا حکم ہے؟

۵۔ قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اور درمیان میں کس چیز کا لحاظ ضروری ہے؟

۶۔ (ا) سیّدنا حفصؒ کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کرو۔

(ب) قرآنِ مجید جو ہم پڑھتے ہیں وہ کس کی روایت سے لکھا گیا ہے اور یہ روایت کیوں اختیار کی گئی ہے۔



پہلی فصل

مخارِج حرُوف

حُروفِ ہجاء یا حُروفِ تہجّی اُنتیس۲۹ اور اُن کے مخارج مذہب مختار (اکثر قاریوں) کے مطابق سترہ ہیں۔ یہاں مخرج حرف کے نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں، مخارِج اس کی جمع ہے۔

مخرج سے حرف کی اچھی طرح ادائی کا طریقہ یہ ہے کہ حرف کے پہلے ہمزہ مفتوحہ جیسے (ءَ ، اَ) لگائیں اور حرف کو ساکن کریں جہاں آواز کا دباؤ ہو کر وہ بند ہو جائے وہی حرف کا مخرج ہے۔ جیسے:۔

آءْ، اَہْ، اَحْ، اَعْ، اَخْ، اَغْ، اَقْ، اَفْ وغیرہ

الف پر جب کوئی حرکت (زبر، زیر، پیش) آئے تو وہ ھمزہ کہلاتا ہے جیسے (اَ ، اِ ، اُ) اور ساکن ہو اور اس پر کچھ بھی نہ ہو جیسے (مَا) تو وہ الف ہے۔ ہندوستان کے مطبوعہ قرآنِ مجید میں الف پر ہمزہ (ء) لکھنے کے بجائے صرف جزم یا سکون دے کر ہمزہ پڑھتے ہیں جیسے:۔ (مَاْوٰی) لیکن مصر اور نز کی وغیرہ کے قرآنِ مجید میں الف پر ہمزہ لکھ کر جزم بھی دیتے ہیں جیسے (مَأْكُوْلٌ) اور یہی درست رسم الخط ہے۔ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور حرف کے پہلے نہیں آتا بلکہ حرف کے

بعد آتا ہے اور ہمزہ ابتداء میں آتا ہے۔ ہمزہ اور الف لفظ (اِذَا) میں جمع ہیں۔ ذال سے پہلے ہمزہ ہے کیونکہ وہ متحرک ہے اور ذال کے بعد الف ہے اس لئے کہ وہ ساکن ہے۔

الف کھڑے زبر کی شکل (ـٰ) میں بھی لکھا جاتا ہے جس کو الف مقصورہ کہتے ہیں جیسے: ھٰذَا میں ھا پر کھڑے زبر اور الف کی مقدار دو حرکت یا ایک الف کے برابر ہے۔

حُرُوفِ مَدَّہ واوٗ، یاءؔ، اور الفؔ ہیں، بشرطیکہ واوٗ ساکن کے پہلے پیش (ضَمَّہ) جیسے نُوْ، یاء ساکن کے پہلے زیر (کسرہ) جیسے حِیْ اور الف ساکن کے پہلے زبر (فتحہ) ہو جیسے ھَا۔ حُرُوفِ مدّہ کا مجموعہ نُوْحِیْھَا ہے۔ اگر واوٗ اور یاء ساکن نہ ہو بلکہ متحرک ہو جیسے ھُوَ، ھِیَ تو حرفِ مدّہ نہ ہوگا۔

اگر واوٗ اور یاءؔ ساکن کے پہلے زبر ہو تو یہ حُرُوفِ لَیِّنَہ یا حُرُوفِ لِیْن (نرم) کہلاتے ہیں مثلاً سَوْءٌ، ضَیْفٌ۔

ا۔ حُرُوفِ مَدَّہ کا مخرج منہ کا خالی حصہ (جَوْفِ فَمْ) ہے۔ ان کی انتہا ہوا پر ہوتی ہے اور جب تک سانس جاری رہے وہ جاری رہتے ہیں اور جب سانس رک جائے وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

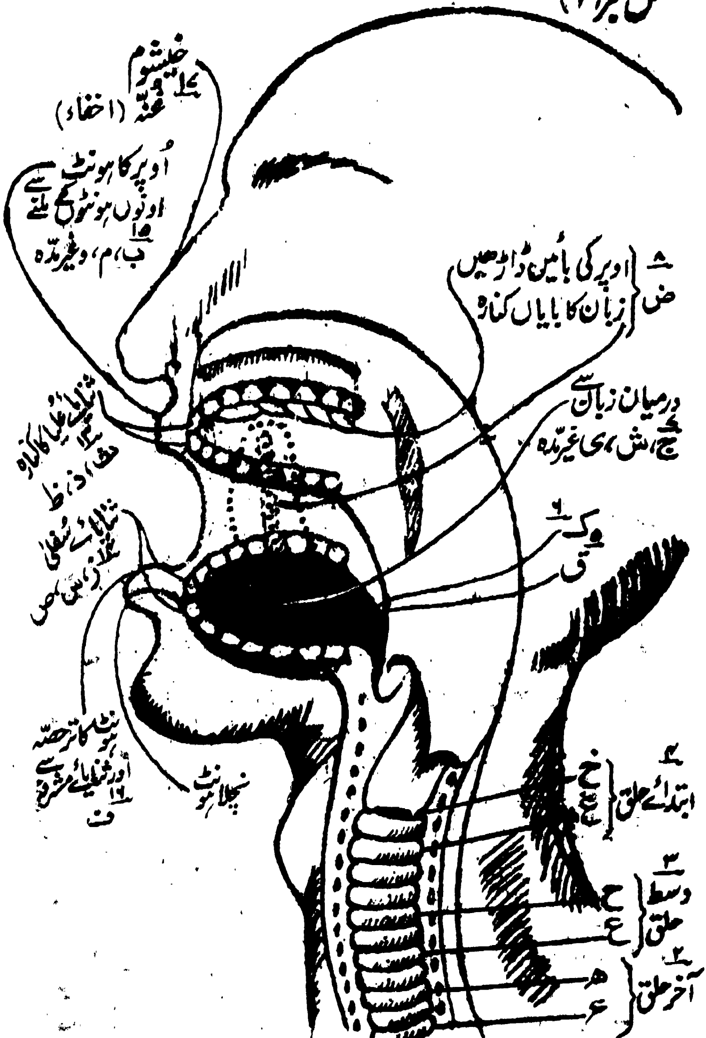
حُرُوفِ حَلْقِی ٦ ہیں

ہمزہ ء   ہاء ہ   عین ع   حاء ح   غین غ   خاء خ

حلق کے تین۳ حصے ہیں:۔
آخر، درمیان اور ابتداء یعنی (اقصیٰ، اوسط، ادنیٰ)
۲۔ آخرِ حلق سے ھمزہؔ، ھاؔ نکلتے ہیں۔ آخرِ حلق سے ابتداء اس لئے کی گئی ہے کہ آواز اندر کی جانب سے منہ کی طرف باہر نکلتی ہے۔
۳۔ درمیانِ حلق سے عینؔ، حاؔ نکلتے ہیں۔
۴۔ ابتدائے حلق غینؔ، خاؔ کا مخرج ہے۔
حلق کی طرح زبان کے بھی تین۳ حصے ہیں:۔ آخر، درمیان اور ابتداء
۵۔ آخرِ زبان (جڑھ) اور تالو (سقفِ زبان) اور تڑجیب کے اندرونی حصہ سے قافؔ نکلتا ہے۔
۶۔ قاف کے مخرج کے کچھ نیچے سے زبان کے سامنے کی طرف ہٹ کر تڑجیب کے بیرونی حصہ سے کافؔ ادا ہوتا ہے۔
۷۔ درمیانِ زبان سے جیمؔ۔ شینؔ۔ یاءِ لینتہ جو مدّہ نہ ہو (کیونکہ یاء مدّہ کا مخرج خلوئے دہن ہے) نکلتے ہیں۔
۸۔ زبان کے بائیں کنارے اور بائیں جانب کے اوپر کے ڈاڑھوں (اضراس) سے ضادؔ نکلتا ہے۔ بعض لوگ اس حرف کو سیدھے جانب سے بھی ادا کرتے ہیں۔
۹۔ زبان کی ابتداء یا نوک اور اوپر کے دانتوں (ثنایائے علیا) کے مسوڑوں اور تالو سے لامؔ نکلتا ہے۔

کیفیت زبان و مخارج

شکل نمبر (۱)



۱۰۔ نونؔ، لام کے مخرج کے ذرا نیچے سے ادا ہوتا ہے۔

۱۱۔ راؔء، نون کے مخرج کے ذرا نیچے سے نکلتا ہے۔

۱۲۔ زبان کی نوک اور اوپر کے دانتوں (ثَنَایَائے عُلیَا) سے تاؔء، داؔل، طاؔء نکلتے ہیں۔

۱۳۔ ثاؔء، ذاؔل، ظاؔء کا مخرج زبان کی نوک اور اوپر کے دانتوں (ثَنَایَائے عُلیَا) کا کنارہ ہے۔ زبان کی نوک کا اوپری حصّہ دانتوں کے کنارہ سے ملنا چاہئے۔

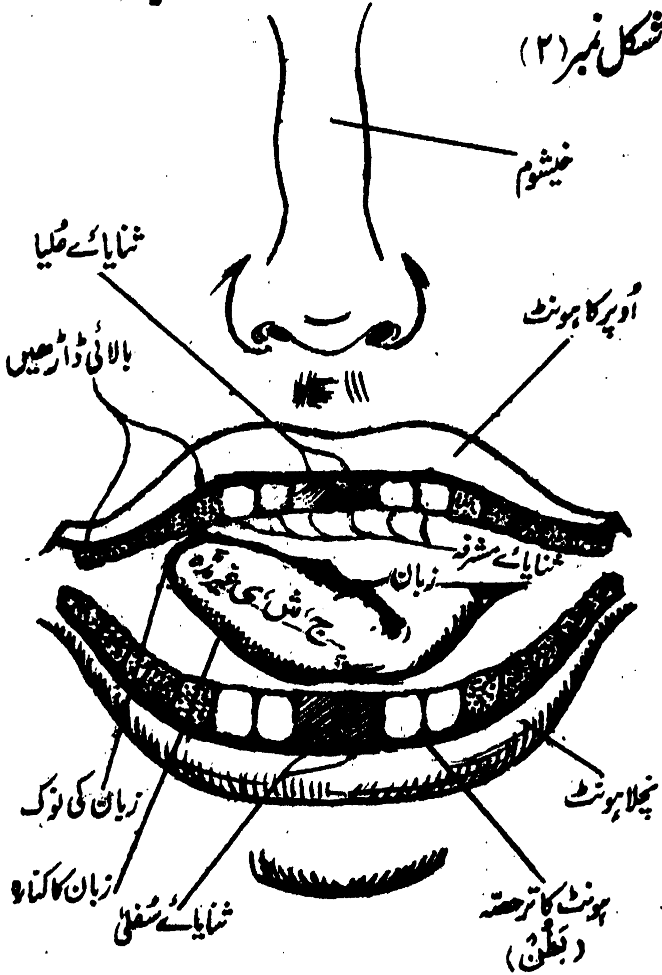
۱۴۔ زبان کی نوک اور نیچے کے دانتوں (ثَنَایَائے سُفلیٰ) کے اوپر سے زاؔء، سیؔن، صاؔد نکلتے ہیں۔ ان حُرُوف کی ادائی کے وقت سانس آہستہ جاری رکھنا چاہئے۔

۱۵۔ دونوں ہونٹوں (شَفَتَیْن) کے ملنے سے باؔء، میمؔ واؔؤ جو متحرک یا لَیِّنَہ ہو، مدّہ نہ ہو (کیونکہ واؤِ مدّہ کا مخرج خلوئے دہن ہے) نکلتے ہیں۔ واؤ کی ادائی کے وقت ہونٹ سامنے کی طرف غنچہ کی طرح بڑھنا چاہئے۔

۱۶۔ نیچے کے ہونٹ کے پیٹ (بَطن یعنی تر حصّہ) اور اوپر کے دانتوں ثَنَایَائے مُشرِقَہ (یعنی وہ دانت جو ہنسنے کے وقت نظر آتے ہیں) سے فاؔء نکلتا ہے۔

۱۷۔ غنّہ کا مخرج ناک کی بانس (خَیشُوم) ہے میم و نون مُشدّد اور میم و نونِ ساکن اور تنوین بھی حالتِ ادغام و اخفاء

زبان اور دانتوں کے مخارج



میں خیشوم سے نکلتے ہیں جیسے :۔ ثُمَّ ، اِنَّ ، اَمْ ، اَنْ ، فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ، مَنْ یَّقُوْلُ مِمَّا مِنْ قَبْلُ۔

غُنَّہ کی مقدار دو حرکت یا ایک الف کے برابر ہے۔

ہدایت :۔ مخارج کی ادائی اُستاد سے سیکھو اور خوب مشق کرو اس کے بغیر وہ اچھی طرح ادا نہیں کئے جا سکتے۔

یاد رکھو حُرُوفِ ہجاء یا حُرُوفِ تہجّی کی ۲ دو قسمیں ہیں :۔

(۱) حُرُوفِ شمسی (۲) حُرُوفِ قمری

حُرُوفِ شمسی پر جب الف لام (اَلْ) داخل ہوتا ہے تو لام کا اِدغام بعد کے حَرف میں کیا جاتا ہے اسلئے پڑھا نہیں جاتا جیساکہ اَلشَّمْسُ میں۔

حُرُوفِ شمسی چودہ ۱۴ ہیں :۔ ط ، ث ، ص ، ر وغیرہ جن کا مجموعہ اس بیت کے ہر کلمہ کا رَمز یعنے پہلا حرف ہے :۔

طِبْ ، ثُمَّ ، صِلْ ، رُحْمًا ، تَفُزْ ، ضِفْ ، ذَا ، نِعَمْ
دَعْ ، سُوْءَ ، ظَنٍّ ، زُرْ ، شَرِیْفًا ، لِلْکَرَمْ

مثالیں :۔ اَلطَّیِّبِیْنَ ، اَلثَّمَرُ ، اَلصَّلٰوۃُ ، اَلرَّحْمٰنُ وغیرہ۔

حُرُوفِ قمری پر جب الف لام (اَلْ) داخل ہوتا ہے تو

لام کو ظاہر کر کے پڑھتے ہیں جیسا کہ لام اَلْقَمَرُ میں ظاہر ہے، یہ چودہ[۱۴]
حُرُوف میں پڑھا جاتا ہے۔

اَ، ب، ع، ح وغیرہ جن کا مجموعہ اَبْغِ حَجَّكَ
وَخَفْ عَقِيْمَهٗ ہے۔

مثالیں:۔ اَلْبَنِيْنَ، اَلْغَافِلِيْنَ، اَلْحَجُّ وغیرہ
یہ جملہ اٹھائیس ۲۸ حُرُوف ہوئے، جب الف پر (اَلْ) داخل
ہوتا ہے اور وہ متحرک ہوجاتا ہے تو الف باقی نہیں رہتا بلکہ
هَمْزَهٗ کہلاتا ہے۔

سوالات

۱۔ (ا) حُرُوفِ ہجا یا حُرُوفِ تہجّی کسے کہتے ہیں اور انکی تعداد کیا ہے؟
(ب) الف کب الف کہلاتا ہے اور کب ہمزہ بن جاتا ہے؟
۲۔ مخرج کسے کہتے ہیں اور جملہ مخارج کتنے ہیں؟ انکی تفصیل لکھو۔
۳۔ حُرُوفِ مَدَّہ اور لِيْنَه کے مخارج لکھو۔
۴۔ حرف کو مخرج سے اچھی طرح ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
۵۔ حُرُوفِ شمسی و قمری کسے کہتے ہیں، اُن کی تعداد کیا ہے؟ مع
امثلہ لکھو اور ان کے مجموعے بھی تحریر کرو۔

دوسری فصل

صفاتِ حُرُوف

حُرُوفِ ہجا یا حُرُوفِ تہجی کے صفات بھی ہوتے ہیں۔ حُرُوف کی آواز پر جو عارضی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں اُنکو صفاتِ حُرُوف کہتے ہیں ایک مخرج سے نکلنے والے حُرُوف مثلاً :۔ ت، ط اور ذ، ظ کی صفات کے ذریعہ ایک دوسرے سے شناخت (پہچانت) ہوتی ہے۔

بعض صفات لازمی یا اصلی ہیں جو کبھی حَرف سے جُدا نہیں ہوتے جیسے ص، ض، ط، ظ کی تفخیم (موٹاپن) اور خ، غ، ق کا اِستِعلاء (بلندی) اور ب، ت، ج وغیرہ کا اِستِفال (پستی)۔

بعض صفات عارضی ہیں، حَرف کی حالت کے لحاظ سے اس کے صفات بدلتے رہتے ہیں مثلاً جب رَا ء پر زَبر یا پیش ہو یا لامِ جلالہ (اللہ) کے لفظ سے پہلے حَرف پر زَبر یا پیش ہو تو ایسے رَا ء اور لام کی تفخیم (موٹا) ہوگی جیسے :۔ رَسُوْلٌ رُسُلٌ، اِنَّ اللّٰہَ، نَصْرُ اللّٰہِ۔

جب رَا ء کے نیچے زیر ہو یا لامِ جلالہ (اللہ) سے پہلے حَرف کو کسرہ ہو تو ایسے رَا ء اور لام کی تَرقیق (باریک پن) ہوگی۔

جیسے :- بِرِسْلَتْ ، بِسْمِ اللّٰہْ۔

ہر حرف کے کم از کم پانچ صفات لازمی یا اَصلی ہوتے ہیں جن کے اَضْداد (ضد کی جمع یعنی اس کا اُلٹا) بھی ہیں۔ انکی وجہ سے حرف ان ناموں سے پکارے جاتے ہیں جیسے مطبقہ و مستعلیہ حروف یا مستفلہ حروف۔ پانچ صفات لازمی یا اَصلی یہ ہیں :-

مَهْمُوسَةْ ، شَدِيْدَةْ ، مُسْتَعْلِيَةْ ، مُطْبَقَةْ ، مُذْلَقَةْ
ضعیف و پست ادا ، سخت ، بلند ، بند ، پھسلنے والے

ان کے اضداد ترتیب وار یہ ہیں :-

مَجْهُوْرَةْ ، رِخْوَةْ ، مُسْتَفِلَةْ ، مُنْفَتِحَةْ ، مُصْمَتَةْ
قوی و بلند ادا ، نرم ، پست ، کھلے ، خاموش یا رکنے والے

یہ صفات ایک دوسرے کے مقابل اس طرح آئیں گے :-

مَهْمُوسَةْ ، شَدِيْدَةْ ، مُسْتَعْلِيَةْ ، مُطْبَقَةْ ، مُذْلَقَةْ
مَجْهُوْرَةْ ، رِخْوَةْ ، مُسْتَفِلَةْ ، مُنْفَتِحَةْ ، مُصْمَتَةْ

ان صفات کے مجموعے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

۱ ۔ مَهْمُوسَةْ حروف کی ادائی کے وقت سانس جاری رہتا ہے ۔ اِن کا مجموعہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ہے۔ بقیہ حروف مَجْهُوْرَةْ ہیں جن کی ادائی کے وقت سانس بند ہو جاتا ہے۔

۲ ۔ شَدِيْدَةْ حروف کی ادائی مخرج سے قوت کے ساتھ ہوتی ہے ۔ ان کا مجموعہ اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ ہے ، بقیہ حروف رِخْوَةْ ہیں جو نرم ادا ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ پانچ حُروف جن کا مجموعہ لِنْ عُمَرَ ہے، ایسے ہیں جو نہ سخت (شَدِیْدَہْ) ہیں نہ نرم (رِخْوَہْ) بلکہ ان دونوں کے درمیان ادا ہوتے ہیں اس لئے اِن کو مُتَوَسِّطَہْ کہتے ہیں۔

۳۔ مُسْتَعْلِیَہْ حروف موٹے اور بلند پڑھے جاتے ہیں، ان کی ادائی کے وقت تفخیم کی وجہ سے زبان موٹی ہو کر تالو (سَقْفْ) کی طرف بلند ہوتی ہے، ان کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔ بقیہ حُروف مُسْتَفِلَہْ ہیں جن کی ادائی کے وقت زبان نیچے رہتی اور مُنہ میں پھیلتی ہے۔

۴۔ مُطْبِقَہْ حُروف ص، ض، ط، ظ ہیں جو زیادہ موٹے اور بلند پڑھے جاتے ہیں۔ ان کی ادائی کے وقت آواز تالو کی طرف جاتی اور منہ بند ہوتا ہے، بقیہ حُروف مُنْفَتِحَہْ ہیں، جن کی ادائی کے وقت آواز باہر کی طرف آتی اور منہ کھلا رہتا ہے۔

۵۔ مُذْلَقَہْ حُروف کی ادائی کے وقت زبان پھسلتی ہے اور حرف جلد ادا ہوتا ہے۔ ان کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُبٍّ ہے۔ بقیہ حُروف مُصْمَتَہْ ہیں جن کی ادائی پر آواز رکتی ہے۔

ان اضدادی صفات کے علاوہ حُروف کے حسب ذیل فَرْعِیْ (ضمنی) مگر لَازِمِیْ صفات تو ہیں[1] جن کے اضداد نہیں کسی

---

[1] بعض کے نزدیک سات صفات فرعی ہیں ہم نے مُتَوَسِّطَہْ صفت کو جو رِخوہ اور شدیدہ کے درمیان ہے لازمی لیکن غیر اضدادی میں شمار کیا ہے کیونکہ مذکورہ بالا (بقیہ صفحہ ۱۶ پر دیکھو)

حرف کے ساتھ ان میں سے ایک یا دو صفتیں زائد آتی ہیں تو وہ ذیل کے ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔

صَفِیْرَہْ، مُقَلْقَلَہْ، مَدَّہْ، لَیِّنَہْ، مُنْحَرِفَہْ، مُکَرَّرَہْ، مُتَفَشِّیَہْ، مُسْتَطِیْلَہْ، غُنَّہْ۔

۱۔ صَفِیْرَہْ (سیٹی والے) حروف کی ادائی کے وقت سیٹی کی آواز نکلتی ہے۔ یہ زاء، سین، صاد ہیں۔

۲۔ مُقَلْقَلَہْ کا مجموعہ قُطْبُ جَدٍّ ہے۔ جب ان میں سے کوئی حرف وصل یا وقف میں ساکن ہو تو اس پر قَلْقَلَہْ کیا جائے گا۔ قلقلہ سے مراد ایک زائد آواز ہے جو حرفِ قلقلہ پر سکون آنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہے مگر یاد رہے کہ اس سے حرف پر تشدید یا حرکت پیدا نہ ہونا چاہیئے۔

۳۔ مَدَّہْ (دراز۔ لانبے) واؤ، الف، یاء ہیں جب کہ واؤ ساکن کے پہلے پیش (ـُ وْ) الف کے پہلے زبر (ـَ ا) اور یاء ساکن کے پہلے زیر (ـِ یْ) ہو۔ انکو حروفِ علّت بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) پانچ صفات اضدادی ہیں اور مُتَوَسِّطَہْ کی کوئی ضد نہیں ہے۔ اسی طرح مَدّہ کو شامل کیا ہے جیسا کہ لَیِّنَہْ کو داخل کیا جاتا ہے اور غُنَّہْ بھی ہر نون پر نہیں کیا جاتا بلکہ صرف میم و نونِ مُشَدَّدْ پر اور حالتِ اِخفاء و اِدغام میں کیا جاتا ہے۔ غُنَّہْ اس وقت اس حرف کی خاص صفت ہو جاتی ہے۔

کہتے ہیں کیوں کہ یہ کبھی قائم رہتے ہیں اور کبھی گر جاتے ہیں مثلاً۔
بِمَآ اُنْزِلَ ، اِذَا الشَّمْسُ میں الف ، قَالُوْآ اٰمَنَّا ، قَالُوا اللّٰھُمَّ
میں واؤ اور اِلَیَّ اٰمَنْتُ ، فِی الْاَرْضِ میں یا ، گر جاتے ہیں۔

۴۔ لِیْنَۃٌ (نرم) جو بہ نسبت حروفِ مدّہ کے نرم ہوتے ہیں واؤ اور یا ، ہیں جبکہ یہ حروف ساکن اور اُن کے ماقبل حرف پر زبر ہو مثلاً۔ خَوْفٌ ، خَیْرٌ۔

۵۔ مُنْحَرِفَۃٌ (پلٹنے والے) راء اور لام ہیں ان کی ادائی کے وقت زبان کی پیٹھ سامنے آتی ہے اور نوکِ زبان تالو (سَقْفٌ) کے طرف پلٹتی ہے۔ راء میں زیادہ اور لام میں کم

۶۔ مُکَرَّرَۃٌ (بار بار ادا ہونے والا) راء ہے۔ اس میں صفتِ تکرار ہے یعنی حرفِ راء دو بار یا زیادہ ادا ہوتا ہے۔ اِس کی ادائی اُستاد سے سنو۔

۷۔ مُتَفَشِّیَۃٌ (پھیلنے والا) شین ش ہے۔ اس کی ادائی کے وقت سانس منہ میں پھیلتا ہے۔

۸۔ مُسْتَطِیْلَۃٌ (دراز) ضاد ض ہے۔ اس کا مخرج بہت دراز (لانبا) ہے اس لئے اس کا نام مُسْتَطِیْلَۃٌ ہے۔

۹۔ حروفِ غُنَّۃٌ میم اور نون ن ہیں جبکہ وہ مُشدّد ہوں ، انکی آواز غُنّہ کی وجہ سے ناک کی بانس (یعنی خیشوم) میں گھومتی ہے۔

کسی حرف کے صفات معلوم کرنا ہو تو اُس کو صفات کے مجموعہ

میں تلاش کرو۔ اگر اس میں موجود ہے تو ٹھیک ورنہ اس کی ضد جو صفت ہے اُس میں ہوگا اِس لئے اَضْدَاد کا یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔

ذیل میں ہر حرف کے صفات ایک جگہ جمع کردیئے گئے ہیں۔ قاری کو چاہئے کہ کسی حرف کے صفات اُن کے مجموعہ کی مدد سے خود نکالے اور اِن صفات سے اُن کا مقابلہ کرلے تو صحیح یا غلط معلوم ہوجائینگے۔

مقابلۂ صفات

۱۔ ا ، مجہورہ ، رِخوہ ، مستفِلہ ، منفتِحہ ، مصمتہ ، مدّہ

۲۔ ب ، مجہورہ ، شدیدہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مذلقہ ، مقلقلہ

۳۔ ت ، مہموسہ ، شدیدہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ

۴۔ ث ، مہموسہ ، رِخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ

۵۔ ج ، مجہورہ ، شدیدہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، مقلقلہ

۶۔ ح ، مہموسہ ، رِخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ

۷۔ خ ، مہموسہ ، رِخوہ ، مستعلیہ ، منفتحہ ، مصمتہ

۸۔ د ، مجہورہ ، شدیدہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، مقلقلہ

۹۔ ذ ، مجہورہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ

۱۰۔ ر ، مجہورہ ، متوسّطہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مذلقہ ، منحرفہ ، مکرّرہ

۱۱۔ ز ، مجہورہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، صفیرہ

۱۲۔ س ، مہموسہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، صفیرہ

۱۳۔ش ، مہموسہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، متفشیہ
۱۴۔ص ، مہموسہ ، رخوہ ، مستعلیہ ، مطبقہ ، مصمتہ ، صفیرہ
۱۵۔ض ، مجہورہ ، رخوہ ، مستعلیہ ، مطبقہ ، مصمتہ ، مستطیلہ
۱۶۔ط ، مجہورہ ، شدیدہ ، مستعلیہ ، مطبقہ ، مصمتہ ، مقلقلہ
۱۷۔ظ ، مجہورہ ، رخوہ ، مستعلیہ ، مطبقہ ، مصمتہ
۱۸۔ع ، مجہورہ ، متوسّطہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ
۱۹۔غ ، مجہورہ ، رخوہ ، مستعلیہ ، منفتحہ ، مصمتہ
۲۰۔ف ، مہموسہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مذلقہ
۲۱۔ق ، مجہورہ ، شدیدہ ، مستعلیہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، مقلقلہ
۲۲۔ک ، مہموسہ ، شدیدہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ
۲۳۔ل ، مجہورہ ، متوسطہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مذلقہ ، منحرفہ
۲۴۔م ، مجہورہ ، متوسطہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مذلقہ ، غُنّہ
۲۵۔ن ، مجہورہ ، متوسطہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مذلقہ ، غُنّہ
۲۶۔و ، مجہورہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، مدّہ یالینّہ
۲۷۔ھ ، مہموسہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ
۲۸۔ء ، مجہورہ ، شدیدہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ
۲۹۔ی ، مجہورہ ، رخوہ ، مستفلہ ، منفتحہ ، مصمتہ ، مدّہ یالینّہ

سوالات

(۱) صفاتِ حروف کسے کہتے ہیں اور اُن کی کیا اہمیّت ہے؟

(۲) صفات کی کتنی قسمیں ہیں؟ صفاتِ لازمی و اصلی جن کے اضداد ہیں ان کی تعداد کیا ہے؟

(۳) ایسے صفاتِ ضروری و عارضی جن کے اضداد نہیں ہیں انکو بیان کرو۔

(۴) اِن حُروف کے صفات لکھو۔

ط، ظ، ض، ز، ل، غ، ر، ت، ج، ق۔

تیسری فصل

لَامِ جَلَالَہ وغیرہ

جب لامِ جلالہ یعنی لفظِ اَللّٰہُ کے (لام) سے پہلے حرف پر زبر (فتحہ) یا پیش (ضمّہ) ہو تو لام (ل) کو پُر یا موٹا (مُفخّم) پڑھنا چاہیے۔ جیسے:۔
قَالَ اللّٰہُ، نَصْرُ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ، قَالُوا اللّٰھُمَّ
اگر لامِ جلالہ سے پہلے حرف کے نیچے زیر (کسرہ) ہو تو اُس کو باریک (مُرقّق) پڑھنا چاہیے جیسے:۔ لِلّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ، قُلِ اللّٰھُمَّ۔
سوائے لامِ جلالہ کے دوسرے تمام لام باریک پڑھے جائینگے جیسے:۔ اَلْحَمْدُ، جَعَلْنَا، اَلَّذِیْ، اِلَّا، مَا وَلّٰھُمْ، وَلِیٌّ وغیرہ۔
قاری جب لامِ مشدّد پر وقف کرے تو زبان پر زور دے کر تشدید ظاہر کرے مثلاً۔ فَظَلَّ۔ علاوہ ازیں جس مشدّد حرف پر

وقف کرے تو زبان پر زور دینا چاہیئے ورنہ اِذَا وَقَبْ کے باء کے سکون اور وَتَبّ کے بّا کی تشدید میں کوئی فرق نہ ہوگا۔
جیسے :۔ مِنَ الْمَسِّ ۔ وَتَبَّ ۔

حَرف کو موٹا اور باریک پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو موٹی اور گول کرکے تالو (سَقْفِ دَہَن) کی طرف لیجائیں تو حَرف موٹا اور بلند ادا ہوگا اور آواز منہ میں بھر جائے گی۔ اگر زبان منہ میں پھیلائیں اور موٹی نہ ہونے دیں تو حَرف باریک اور پست ادا ہوگا۔

ہدایت :۔ یاد رکھو کہ لامِ جلالہ کی (لا) پر زیر یا پیش ہو جیسے :۔ یَعْلَمِ اللّٰہُ ، اِتَّقِ اللّٰہَ تو لام کو مُرَقَّق (باریک) ہی پڑھیں گے کیونکہ اس کو مُفَخَّم پڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ لامِ جلالہ سے پہلے حَرف کو زبر یا پیش ہو۔

سوالات

(۱) لامِ جلالہ یعنی لفظ اَللّٰہ کو مُفَخَّم (پُر) اور مُرَقَّق (باریک) پڑھنے کے کیا قاعدے ہیں؟

(۲) لامِ جلالہ کے سوا دوسرے لام کو کس طرح پڑھنا چاہیئے؟

(۳) کسی حَرف کو موٹا اور باریک پڑھنے کا کیا قاعدہ ہے؟

(۴) حَرفِ مُشَدّد پر وقف کیا جائے تو اسکو کس طرح ادا کرنا چاہیئے؟

چوتھی فصل

قواعدِ راء

(الف) تفخیم راء :-

۱- حرفِ راء پر زبر یا پیش ہو یا تنوین یعنی دو زبر (نصب) یا دو پیش (رفع) ہوں تو راء کو پُر یا موٹا (مُفَخَّمْ) پڑھنا چاہیئے جیسے :- رَسُوْلٌ ، رُسُلٌ ، طَیْرًا ، خَبِیْرٌ۔

۲- اگر راء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو بھی راء کو پُر یا موٹا پڑھنا چاہیئے۔ مثلاً :- اَرْسَلْ ، مُرْسَلْ

۳- اگر بحالتِ وقف راء ساکن ہو اور اس سے پہلے کا حرف بھی ساکن ہو اور اس سے پہلے کے حرف پر زبر یا پیش ہو تو بھی راء موٹی پڑھی جائے گی مثلاً :- صَبْرْ ، کُفْرْ۔ دو ساکن حرف صرف حالتِ وقف میں جمع ہوتے ہیں۔

۴- جب راء کے نیچے ایک زیر ہو یا دو زیر ہوں اور اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو حالتِ وقف میں موٹا پڑھیں گے۔ جیسا کہ قاعدہ نمبر (۲) میں بیان کیا گیا ہے مثلاً :- وَالْقَمَرِ سے وَالْقَمَرْ ، قَدَرٍ سے قَدَرْ ، ظُفُرٍ سے ظُفُرْ۔

جب مُشَدَّد راء پر وقف کیا جائے تو زبان پر زور دے کر اس کی تشدید ظاہر کرنا چاہئے۔ جیسے:۔ مَفَرّْ، مُسْتَمِرّْ۔

۵۔ راء ساکن سے پہلے حرف کے نیچے کسرۂ عارضی ہو تو بھی راء کو موٹا پڑھنا چاہئے۔ جیسے:۔ اِرْجِعِیْ، اَمِ ارْتَابُوْا، اِنِ ارْتَبْتُمْ، یہاں ہمزہ میم اور نون کو کسرۂ عارضی ہے ورنہ ان پہ ہمیشہ سکون آتا ہے۔

۶۔ جب راء ساکن سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو لیکن اس کے بعد کا حرف مُستعلِیَہ یا مُطبقہ ایک کلمہ میں ہو تو راء کو موٹا پڑھنا چاہیئے مثلاً:۔ مِرْصَادْ (پ۳۰، ع ۱۴) قِرْطَاسْ (پ۷، ع۶) فِرْقَۃْ (پ۱۱، ع ۴)

لیکن حرفِ مستعلِیَہ یا مُطبَقَہْ دوسرے کلمہ میں ہو تو راء مُرقّق پڑھی جائے گی جیسے:۔ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ (پ۲۱، ع ۱۱)

۷۔ لفظِ فِرْقٍ (پ۱۹ ع ۸) میں تفخیم و ترقیق دونوں جائز ہیں تفخیم اس لئے جائز ہے کہ راء کے بعد مُستعلِیَہ حرف (ق) آیا ہے اور ترقیق اس واسطے کہ حرفِ مُستعلِیَہ کے نیچے زیر آنے کی وجہ سے وہ خود ضعیف ہو گیا ہے۔

۸۔ اگر بحالتِ وقف راء ساکن سے پہلے حرف مُطبَقَہ ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو مثلاً عَیْنَ الْقِطْرِ، اُدْخُلُوْا مِصْرَ تو ان کلموں میں بحالتِ وقف راء کی ترقیق و تفخیم دونوں جائز ہیں مگر قِطْرِ میں ترقیق اور مِصْرَ میں تفخیم اختیار

کی گئی ہے بلحاظ راء کی حرکت زیر اور زبر کے۔

(ب) ترقیقِ راء:۔

۱۔ اگر راء کے نیچے ایک زیر ہو یا دو زیر ہوں تو اس راء کو باریک (مرقق) پڑھنا چاہئے جیسے:۔ رِسُلتُ، شَرًّا، اَمْرٍ

۲۔ اگر راء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو بھی راء کو باریک پڑھیں گے جیسے:۔ فِرْدَوْسْ۔

۳۔ اگر بحالتِ وقف راء ساکن ہو اور اس سے پہلے کا حرف بھی ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو بھی راء باریک پڑھی جائے گی جیسے:۔ سِحْرْ، حِجْرْ۔ دو ساکن حرف صرف بحالتِ وقف جمع ہوتے ہیں۔

۴۔ راء کے نیچے کسرۂ عارضی ہونے کی صورت میں بھی اس کو باریک پڑھنا چاہئے جیسے:۔ وَاذْكُرِ اسْمَ۔ یہاں اصل میں راء ساکن ہے جس کو کسرۂ عارضی دیا گیا ہے۔

۵۔ جب راء پر پیش، دو پیش یا زبر ہو اور اس سے پہلے یاء ساکن آئے اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہو (یعنی یائے لینہ ہو) تو حالتِ وصل (ملانے) میں راء کو موٹا اور حالتِ وقف میں باریک پڑھنا چاہئے مثلاً:۔ طَيْرٌ سے طَيْرْ، خَيْرٌ سے خَيْرْ، غَيْرَ سے غَيْرْ۔

سوالات

(۱) راء کو پُر یا موٹا (مُفَخَّمْ) کن حالتوں میں پڑھا جاتا ہے؟

(۲) راء کو باریک (مُرَقَّقْ) پڑھنے کے کیا قاعدے ہیں؟

(۳) راء پر یا اس سے پہلے کے حرف پر کَسْرَہ عارضی آئے تو اسکو کس طرح پڑھنا چاہئیے؟ مثالیں دے کر واضح کرو۔

(۴) طَیْرٌ، خَیْرٌ، غَیْرَ، وَاذْکُرِ اسْمَ، لِمَنِ ارْتَضٰی، اِرْجِعِیْ، اَمِ ارْتَابُوْا میں بحالتِ وقف اور وصل راء کس طرح پڑھیں گے؟

(۵) فِرْقَۃٌ، فِرْقٍ، مِصْرَ، قِطْرًا، مِرْصَادْ، قِرْطَاسْ میں راء کے کیا قاعدے ہیں؟

پانچویں فصل

نونِ ساکن اور تنوین کے قاعدے

نونِ ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں:-

اِظْہَارْ، اِدْغَامْ، قَلْبْ یا اِقْلَابْ اور اِخْفَاءْ

پہلا قاعدہ اِظْہَارِ حَلْقِی کا ہے۔ جب نونِ ساکن (نْ) یا تنوین (دو زبر، دو پیش، دو زیر ـً ـٌ ـٍ) کے بعد حروفِ حلقی

ء ھ ع ح غ خ

(ھمزہ، ھَاء، عَیْن، حَاء، غَیْن، خَاء) میں سے کوئی حرف آئے تو نونِ ساکن یا تنوین کو اچھی طرح ظاہر کرکے پڑھنا چاہیئے۔ غُنّہ نہیں ہونے دینا چاہیئے ورنہ نون ظاہر نہ ہوگی مثلاً

شمارہ	حرفِ اظہار	نونِ ساکن و حرفِ اظہار ایک کلمہ میں	نونِ ساکن و حرفِ اظہار دو کلموں میں	تنوین و حرفِ اظہار
۱	ع	یَنْعَوْنَ	مَنْ اٰمَنَ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ، کُفُوًا اَحَدٌ، حَاسِدٍ اِذَا

۲ ہ يَنْهَوْنَ مَنْ هُوَ سَلَامٌ هِيَ، جَمِيْعًا هُوَ،
جُرُفٍ هَارٍ

۳ ع يَنْعَوْنَ مِنْ عَذَابٍ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ، حُكْمًا عَرَبِيًّا،
شَيْءٍ عِنْدَهٗ

۴ ح يَنْحِتُوْنَ فَاِنْ حَكَمْتُمْ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ، غَفُوْرًا حَلِيْمًا،
بِقَوْمٍ حَتّٰى

۵ غ فَسَيُنْغِضُوْنَ مِنْ غَيْرٍ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ، حَلِيْمًا غَفُوْرًا،
بِوَادٍ غَيْرِ

۶ خ مُنْخَنِقَةُ مِنْ خَوْفٍ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ، ضِعٰفًا خَافُوْا، سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ

دوسرا قاعدہ اِدْغَام کا ہے (ادغام کے معنی ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنا ہے) اِدْغَام کے چھ حروف ہیں جن کا مجموعہ یَرْمَلُوْنَ ہے، جب نونِ ساکن یا تنوین کے بعد ان میں سے کوئی حرف آئے تو نونِ ساکن یا تنوین کو اس حرف میں اِدْغام کرنا چاہیئے، اِدغام کی علامت تشدید (ــّـ) ہے۔

اِدْغَام کی دو قسمیں ہیں :- (ا) اِدْغَامُ مَعَ الْغُنَّةِ (اِدْغَام غنّہ کے ساتھ) اور (ب) اِدْغَامُ بِلَاغُنَّةٍ (اِدْغام بغیر غنّہ کے)

ا - اِدْغَامُ مَعَ الْغُنَّةِ کے چار حروف ہیں :- ی، و، م، ن جن کا مجموعہ یُوْمِنُ ہے، جب نونِ ساکن یا تنوین کے بعد ان میں سے کوئی حرف دوسرے کلمہ میں آئے تو نونِ ساکن یا

تنوین کا اس حرف میں غنّہ کے ساتھ اِدغام کیا جائے گا۔ یہ اِدْغَام نَاقِصْ مَعَ الْغُنَّۃْ ہوگا مثلاً:۔

شمارہ	حرفِ ادغام	نونِ ساکن و حرفِ ادغام	تنوین و حرفِ ادغام
۱	ی	مَنْ یَّقُوْلُ	کُلٌّ یَّجْرِیْ، سَبِیْلًا یّٰلَیْتَنِیْ، بِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ
۲	و	مِنْ وَّلِیٍّ	مَغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ، قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا، مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ
۳	م	مِنْ مِّثْلِہٖ	ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ، ثَوَابًا مِّنْ، بِسُوْرَۃٍ مِّنْ
۴	ن	اَنْ نَّقُوْلُ	حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ، رِجَالًا نُّوْحِیْ، تَزْیِیْنٍ نَّذِیْرًا

تنبیہ:۔ جب نونِ ساکن اور حرفِ اِدغام ایک ہی کلمہ میں جمع ہوں تو ادغام نہیں ہوگا مثلاً:۔

بُنْیَانٌ (پ۲، ع ۹) دُنْیَا (پ۱، ع۱۰)

قِنْوَانٌ (پ۷، ع۱۸) صِنْوَانٌ (پ۱۳، ع ۷)

مستثنیات:۔ (ا) یٰسٓ (یٰسِیْنْ) وَالْقُرْاٰنِ (پ۲۲، ع۱۸) اور نٓ (نُوْنْ) وَالْقَلَمِ (پ۲۹، ع ۳) میں اِدغام نہیں ہے۔

(ب) طٰسٓمٓ (طٰسِیْنْ مِّیْمْ) (پ۱۹، ع ۵) میں سین کے (نون) کا (میم) میں ادغام مع الغنّہ ہے۔

ب ۔ اِدْغَامْ بِلَا غُنَّہ کے ۲ دو حروف ہیں:۔ ر، ل۔
نونِ ساکن یا تنوین کے بعد ان میں سے کوئی حرف آئے تو اِدْغَامْ
کَامِلْ بِلَا غُنَّہ ہوگا مثلاً:۔

شمار	حرفِ ادغام	نونِ ساکن و حرفِ ادغام	تنوین و حرفِ ادغام
۱	ر	مِنْ رَّبِّهِمْ	غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، غَفُوْرًا رَّحِيْمًا، أُمَّةٍ رَّسُوْلًا
۲	ل	وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ	خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ، أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا، يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ

تیسرا قاعدہ قَلْبْ یا اِقْلَابْ کا ہے (اِقلاب کے
معنے ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا ہیں) جب نونِ ساکن یا
تنوین کے بعد (ب) آئے تو نونِ ساکن یا تنوین کو غنّہ کے ساتھ
(م) سے بدل کر پڑھنا چاہئے جیسے اردو میں "قنبر، عنبر" (قمبر، عمبر)
بولتے ہیں۔ مثلاً:۔

حرفِ اقلاب	نونِ ساکن و حرفِ اقلاب ایک کلمہ میں	نونِ ساکن و حرفِ اقلاب دو کلموں میں	تنوین و حرفِ اقلاب
ب	اَنْبِيَاءَ	مِنْ بَعْدِ	عَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا، قَوْمًا بُوْرًا، مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ

چوتھا قاعدہ اِخْفَاءْ کا ہے (اخفاء کے معنے ایک حرف کو
دوسرے حرف میں چھپانا ہے) جب نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروف

تہجی میں سے حروفِ اظہار، ادغام اور قلب (یعنی ۶+۶+۱=۱۳) کے سوا دوسرا حرف آئے تو نونِ ساکن یا تنوین کو اخفا کرے۔ اخفا کرتے وقت نونِ ساکن یا تنوین باقی نہیں رہتی صرف غنّہ باقی رہتا ہے اس لئے (نون) کے مخرج پر زبان لگائے بغیر غنّہ کرتے ہوئے اس حرف کے مخرج کی طرف آواز لیجائے جیسے اردو میں لفظ "پنکھے" کے (نون) کو ادا کرتے ہیں۔

غنّہ کو ایک الف یا ۲ دو حرکت کے برابر ادا کرنا چاہئے۔

حروفِ اخفاء پندرہ ۱۵ ہیں جن کا مجموعہ اس شعر کے ہر لفظ کے رمز یا سرِ حرف (ابتدائی حرف) کو جمع کرنے سے بنتا ہے:-

ص ذ ث ک ج ش ق س
صِفْ، ذَا، ثَنَا، کَمْ، جَادَ، شَخْصٌ، قَدْ، سَمَا،

د ط ز ف ت ض ظ
دُمْ، طَيِّبًا، زِدْ، فِيْ، تُقًى، ضَعْ، ظَالِمًا

اخفاء کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

شمار	حرفِ اخفاء	نونِ ساکن و حرفِ اخفاء ایک کلمہ میں	نونِ ساکن و حرفِ اخفاء ۲ دو کلموں میں	تنوین و حرفِ اخفاء
۱	ت	كُنْتُمْ	مَنْ تَدْخِلْ	قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ، صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ، جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
۲	ث	مَنْثُوْرًا	مِنْ ثَمَرٍ	خَيْرٌ ثَوَابًا، مَآءً ثَجَّاجًا، مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ

۳ ج اَنْجٰىنٰكُمْ مِنْ جُوْعٍ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ، حُبًّا جَمًّا، مُوْصٍ جَنَفًا

۴ د عِنْدَ مِنْ دُوْنِ عَظِيْمٌ دَرَجٰتٌ، عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ، مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ

۵ ذ تُنْذِرَ مِنْ ذٰلِكَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ، نَارًا ذَاتَ، حَقٌّ ذٰلِكَ

۶ ز اَنْزَلْنَا فَمَنْ زُحْزِحَ حَمِيْدٌ زَعَمَ، نَفْسًا زَكِيَّةً، يَوْمَئِذٍ زُرْقًا

۷ س اِنْسَانَ اِنْ سَاَلْتُمْ فُرَاتٌ سَآئِغٌ، شَفَاعَةً سَيِّئَةً، بِقَوْمٍ سُوْٓءً

۸ ش اَنْشَاَكُمْ مِنْ شَرِّ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ، عِلْمًا شَيْئًا، نَفْسٍ شَيْئًا

۹ ص يَنْصُرُكُمْ اِنْ صَرَفْنَا رِجَالٌ صَدَقُوْا، نِدَآءً صُمٌّ، مُسْتَقِيْمٍ صِرَاطَ

۱۰ ض مَنْضُوْدٌ مِنْ ضُرٍّ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ، كُلًّا ضَرَبْنَا، لِكُلٍّ ضِعْفٌ

۱۱ ط يَنْطِقُوْنَ مِنْ طَيِّبٰتِ حَيٰوةً طَيِّبَةً، لَحْمًا طَرِيًّا، سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا

۱۲	ظ	يَنْظُرُوْنَ	مِنْ ظُهُوْرِهَا	سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ، ظِلًّا ظَلِيْلًا، لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا
۱۳	ف	اَنْفُسَكُمْ	مِنْ فَوْرِهِمْ	مِيْثَاقٌ فِدْيَةٌ، اِثْمًا فَاِثْمًا، كَلِمَاتٍ فَتَابَ
۱۴	ق	يَنْقَلِبُ	مِنْ قَبْلُ	مُصِيْبَةٌ قَالُوْا، صَبْرًا قَالَ، شَيْءٌ قَدِيْرٌ
۱۵	ك	مِنْكُمْ	اِنْ كَانَ	اَجْرٌ كَبِيْرٌ، حُوْبًا كَبِيْرًا، ظِلًّا كَبِيْرًا

جب تنوین (دو زبر، دو پیش، دو زیر ـً ـٌ ـٍ) کے بعد ہَمْزَۃٌ اَصْلِیْ (ایسی ہمزہ جو حالتِ وصل اور وقف دونوں میں باقی رہے) آئے تو وصل (ملانے) میں ہمزہ باقی رہے گا۔ جیسے اَحَدًا اِلَّا اللّٰہُ۔ عَلِیْمٌ اِلَّا، شَکُوْرٍ اَوْ۔

لیکن جب ہَمْزَۃٌ وَصْلِیْ[1] آئے تو وصل میں گر جائے گا اور تنوین جو تلفظ میں نوّن ہے (اور ہمزۂ وصلی آنے کی صورت میں نُوْنِ قُطْنِیْ یعنی چھوٹی نون کی شکل میں ہمزہ کے نیچے لکھی جاتی ہے) اس کو ہمیشہ کسرہ آئے گا جیسے (نِ) اور اس سے پہلے حرف کو جو تنوین ہے اس کی صرف ایک حرکت باقی رہے گی مثلاً۔

---

[1] ایسا ہمزہ جو وصل میں گر جائے اور وقف میں باقی رہے۔ ہمزۂ وصلی عموماً "ال" میں ہوتا ہے۔

نُوْحُ ابْنَهٗ کو نُوْحُ نِ ابْنَهٗ (پ۱۲ ع ۴) اَحَدُ اللّٰهُ کو اَحَدُ نِ اللّٰهُ (پ۳۰ ع ۳۷) شَيْئًا السَّمَآءُ کو شَيْئَا نِ السَّمَآءُ (پ۲۹، ع ۱۲) مُّبِيْنِ ا قْتُلُوْا کو مُّبِيْنِ نِ اقْتُلُوْا (پ۱۲، ع ۱۲) پڑھیں گے۔

سوالات

(۱) نونِ ساکن اور تنوین کے کتنے قاعدے ہیں؟

(۲) اِظہارِ حلقی کا قاعدہ مع امثلہ بیان کرو۔

(۳) اِدغام کے کتنے حروف ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ مثالوں کے ساتھ لکھو۔

(۴) قلب یا اِقلاب کسے کہتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کرو۔

(۵) اِخفاء کے کتنے حروف ہیں؟ ان کا مجموعہ لکھو اور دلیل میں ان کے سرِ حرف یا رمز کا شعر تحریر کرو۔

(۶) صِنْوَانٌ، دُنْيَا، نٓ (نون) وَالْقَلَمِ، يٰسٓ (یٰسین) وَالْقُرْاٰنِ، طٰسٓمٓ (طٰسین میم) میں اِدغام کے کیا قاعدے ہیں؟

(۷) قَرْيَةٍ اَفْسَدُوْهَا، زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ، مِنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا، اَحَدُ اللّٰهُ، عَلِيْمٌ اِلَّا، عَلِيْمٌ اِنَّ، عَلِيْمُ الَّذِيْ، مُبِيْنِ اقْتُلُوْا، شَيْئَا السَّمَآءُ، بَدِيْنُكُمُ اللّٰهُ، شَكُوْرَا اَوْا نْفُسَكُمُ الْيَوْمَ کو بحالتِ وصل کس طرح پڑھنا چاہیے اعراب (زیر، زبر، پیش) دے کر لکھو۔

چھٹی فصل

میم ساکن اور میم و نونِ مشدّد

میم ساکن کے بعد حروفِ تہجّی میں سے کوئی حرف آئے تو اس کے تین ۳ قاعدے ہیں :-

اِخفاءِ شَفوِی[1]، اِدغامِ شَفوِی[2]، اِظہارِ شَفوِی[3]۔

پہلا قاعدہ اِخفاءِ شَفوِی کا ہے۔ جب میم ساکن (مْ) کے بعد (ب) آئے تو میم کو غُنّہ کے ساتھ اخفاء کرنا چاہئے جیسے :-

یَعتَصِم بِاللّٰہِ۔

دوسرا قاعدہ اِدغامِ شَفوِی کا ہے جب میم ساکن (مْ) کے بعد دوسرے کلمہ میں میمِ متحرّک (مَ، مِ، مُ) آئے تو پہلی میم کا دوسری میم میں اِدغام مَعَ الغُنَّۃ ہوگا۔ جیسے :- اَطعَمَھُم مِّن۔

تیسرا قاعدہ اِظہارِ شَفوِی کا ہے۔ میم ساکن (مْ) کے بعد سوائے (ب، م) کے بقیہ حروفِ تہجّی میں سے کوئی حرف آئے تو

---

[1] میم چونکہ شَفَتَین (یعنی دونوں ہونٹوں) کے ملنے سے نکلتا ہے اس لئے ہر ایک قاعدے کے ساتھ لفظ شَفوِی زیادہ کرنا چاہئے تاکہ نون ساکن اور تنوین کے قاعدوں سے تمیز ہوسکے۔

میم کا اظہار کرینگے مثلاً:۔ عَلَیْهِمْ طَیْرًا ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ، لَهُمْ اٰمَنُوْا۔

تنبیہ:۔ میم ساکن کے بعد واؤ یا فا آئے تو میم کا اچھی طرح اظہار کرینگے ورنہ میم کا اخفاء ہو جائے گا مثلاً:۔

عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ، هُمْ فِیْهَا۔

جب کسی لفظ میں میم یا نون پر تشدید (مّ ، نّ) ہو تو ہمیشہ ایسی میم یا نون کو غنّہ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے مثلاً:۔

ثُمَّ ، مِمَّا ، حَمَّالَۃَ ، اَللّٰهُمَّ ، اِنَّ ، جَنَّۃَ ، اَلنَّفْسُ ، اَنَّ النَّفْسَ

جب میم یا نونِ مُشدّد پر وقف کریں تو غُنّہ کرنا بھی ضروری ہے جیسے:۔ صُمٌّ ، هُنَّ ، عَلَیْهِنَّ ، فِیْهِنَّ۔

سوالات

۱۔ میم ساکن کے قاعدے مع امثلہ بیان کرو اور ان قاعدوں کا خاص نام کیا ہے وہ بھی لکھو۔

۲۔ میم و نونِ مُشدّد کا وصل اور وقف میں کیا قاعدہ ہے؟

۳۔ میم ساکن کے بعد (واؤ) اور (فاء) آئے تو اس کی ادائی میں احتیاط کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

ساتویں فصل

ہائے ضمیر

ہائے ضمیر جو مذکر غائب کے لئے استعمال ہوتی ہے اس کے عام قاعدے یہ ہیں :-

اگر ہائے ضمیر (هٗ - هٖ) سے پہلے اور بعد کے حروف متحرک ہوں جیسے :-

لَهٗ عَاقِبَةٌ ، بِهٖ مَلَكُوْتُ تو ایسی هاء کو تمام قرّاءؒ "صِلَة" سے پڑھتے ہیں یعنی اگر پیش ہو تو واؤ کی (هُوْ) اور زیر ہو تو یاء کی (هِیْ) زیادتی سے ادا کرتے ہیں۔

ہائے ضمیر میں ایسی واؤ اور یاء کی تلفظی زیادتی کو "صِلَہ" کہتے ہیں۔

صِلَة کی مقدار ایک الف یا دو حرکت کے برابر ہے۔ سیدنا حفصؒ کے پاس قرآنِ مجید میں بعض جگہ ان قاعدوں سے مستثنیات بھی ہیں کیونکہ ان کو اساتذہ سے روایت اسی طرح کی پہنچی ہے :-

۱۔ یَرْضَهُ لَكُمْ (پ۲۳، ع ۱۵) میں ہاء کا صلہ نہیں کرتے صرف ضمہ کی ایک حرکت سے پڑھتے ہیں۔

۲۔ ذیل کے الفاظ میں ضمیر کی ہا نہیں ہے بلکہ کلمہ کا جزو ہے، اس لئے ان میں صلہ نہیں ہے مثلاً :۔ مَا نَفْقَهُ (پ ۱۲، ع ۸)۔ لَمْ تَنْتَهِ (پ ۱۶، ع ۶۔ پ ۱۹، ع ۱۰، ۱۲) لَمْ يَنْتَهِ (پ ۲۳، ع ۵۔ پ ۳۰، ع ۲۱) فَوَاكِهُ (پ ۱۸، ع ۱۔ پ ۲۳، ع ۶)

۳۔ جب ہائے ضمیر سے پہلے کا لفظ ساکن (ہ ہ) ہو تو سیدنا حفص رح کے پاس ایسی ہا، کا صلہ نہیں ہوگا جیسے :۔ فِيهِ ، مِنْهُ ۔

مستثنیٰ! لیکن قرآنِ مجید میں ایک جگہ اس قاعدہ کا استثنا ہے فِيهِ مُهَانًا (پ ۱۹، ع ۴) میں فِيهِ کی ہا، کا صلہ کیا گیا ہے۔

۴۔ اگر ہائے ضمیر کے ماقبل یا، ساکن (یٰ ہ) ہو تو ہا مکسور پڑھی جاتی ہے جیسے :۔ عَلَيْهِ

مستثنیٰ! لیکن سیدنا حفص کے پاس قرآنِ مجید میں دو جگہ اس قاعدے کے خلاف روایت آئی ہے مثلاً :۔ عَلَيْهُ اللّٰهَ (پ ۲۶، ع ۹) اور وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ (پ ۱۵، ع ۲۱) میں۔

۵۔ اگر ھائے ضمیر اشباعی (دراز۔ لانبی ۂ۔ ہٖ مانند واو اور یاء تلفظی) کے بعد کا حرف دوسرے کلمہ میں ساکن ہو تو ہا، صلہ سے نہیں صرف پیش یا زیر سے پڑھی جائیگی مثلاً :۔ لَهُ الْمُلْكُ، بِهِ اللّٰهُ جو دراصل لَهُ الْمُلْكُ اور بِهِ اللّٰهُ میں

۶۔ جب ہائے ضمیر پر وقف کیا جائے تو وہ ساکن ہو جائے گی خواہ اس پر کوئی حرکت ہو جیسے :۔ عَلَيْهِ سے عَلَيْهْ

مِنْهُ سے مِنْہُ، لَہٗ سے لَہٗ، بِہٖ سے بِہٖ۔

سوالات

۱۔ ہائے ضمیر کے عام قاعدے کیا ہیں؟

۲۔ ہائے ضمیر سے متعلق ایسی چند مثالیں دو جہاں عام قاعدوں کے خلاف روایت آئی ہے اور اس اختلاف کی کیا وجہ ہے؟

۳۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ لَنَسْفَعًا، مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا، يَرْضَهُ لَكُمْ، فِيهِ مُهَانًا، أَنْسَانِيهُ اور عَلَيْهُ اللّٰهَ کی ہاء کو کس طرح پڑھنا چاہیے؟ اِعْرَاب (زیر، زبر، پیش) دے کر واضح کرو۔

۴۔ ہائے ضمیر پر وقف کا قاعدہ بیان کرو اور مثالیں بھی دو۔

آٹھویں فصل

مَدّ و قصر

مَدّ آواز کے کھینچنے کو کہتے ہیں۔ مَدّ کی ۲ دو قسمیں ہیں :-

(ا) مَدِّ اَصلی یا مَدِّ طَبیعی (ب) مَدِّ فَرعی۔

ا۔ مَدِّ اَصلی حروفِ مَدّہ واؤ، الف، یاء میں ہوتا ہے۔ یہ مَد بلا تکلّف طبیعت کے موافق ادا ہوتا ہے اور اِس حرف کا وجود مَدِّ طبیعی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، اگر مَدِّ اصلی یا طبیعی ملحوظ نہ رکھیں تو اِنَّ (بیشک) اِنَّا (بے شک ہم) یا اَخَذْنَ (جمع مؤنث یعنی لیا اُن عورتوں نے) اور اَخَذْنَا (جمع متکلّم یعنی لیا ہم نے) کی ادائی میں کوئی فرق نہ ہوگا اور یہ معنے کے لحاظ سے ضروری ہے، اِس لئے اس مد کو مَدِّ اَصلی یا طَبیعی کہتے ہیں اور یہ قَصَر بھی کہلاتا ہے۔

مَدِّ اصلی یا طبیعی کی مقدار ۲ دو حرکت یا ایک الف کے برابر ہے۔

(ب) مَدِّ فَرعی وہ ہے جو حرفِ مَدّ (جس کو مد کے بیان میں شرطِ مَدّ کہتے ہیں) اور سَببِ مَدّ (ہمزہ یا سکون) دونوں ساتھ ساتھ (یعنی متصل) جمع ہونے اور ایک ساتھ پڑھے جانے

پر کیا جاتا ہے، اگر ان میں سے شرطِ مد (واؤ، الف، یا یٰ) اور سببِ مد ھَمْزَہْ (عین کے سر کی شکل میں جیسے :۔ عَ، عِ، عُ یا الف کی شکل میں جیسے اَ، اِ، اُ) یا سُکُوْنْ یا تَشْدِیْدْ (کی شکل میں جیسے :۔ ـْـ، ـّـ یا ـــ) میں سے صرف ایک موجود ہو یا صرف ایک پڑھا جائے تو مد نہیں ہوگا۔ جیسے :۔ عَلَیْنَا ج اِنَّكَ، پہلے کلمہ میں صرف شرطِ مد (الف) ہے اور دوسرے کلمہ میں صرف سببِ مد (ہمزہ) ہے جو بوجہ وقف پڑھا نہیں گیا اس لئے مد نہیں ہوگا۔

اگر شرطِ مد اور سببِ مد ایک کلمہ میں تو ہوں لیکن ساتھ ساتھ ایک جگہ جمع نہ ہوں بلکہ علیحدہ خلاف ترتیب ہوں تو بھی مد نہیں ہوگا جیسے :۔ اَنْزَلْنَا میں (اَ) سببِ مد اور (نَا) شرطِ مد خلاف ترتیب آئے ہیں۔

سببِ مد دو ہیں (ا) ھَمْزَہْ اور (ب) سُکُوْنْ یا تَشْدِیْدْ (کیونکہ تشدید میں پہلا حرف ساکن ہوتا ہے) سببِ مد ہمزہ بشکل (عَ، عِ، عُ) مَدِّ وَاجِبْ میں اور بشکلِ الف (اَ، اِ، اُ) مَدِّ جَائِزْ اور مَدِّ صِلَہْ میں آتا ہے۔

(ب) سببِ مد سکون یا تشدید (ـْـ، ـّـ یا ـــ) مَدِّ عَارِضْ اور مَدِّ لَازِمْ میں ہوتا ہے جو مدِ عارض میں سکونِ عارض اور مدِ لازم میں سکونِ لازم کہلاتا ہے۔

مَدِّ فَرْعِیْ کی مقدار دو الف یا ڈھائی الف ہے جس کو

تَوَسُّط کہتے ہیں۔

مَدِّ فَرْعِیْ کی پانچ قسمیں ہیں:۔

(۱) مَدِّ وَاجِبْ یا مُتَّصِلْ۔

(۲) مَدِّ جَائِزْ یا مُنْفَصِلْ۔

(۳) مَدِّ صِلَهْ یا تَلَفُّظِیْ۔

(۴) مَدِّ عَارِضْ۔

(۵) مَدِّ لَازِمْ۔

۲۔(۱) مَدِّ وَاجِبْ:۔ اگر شرطِ مد (واوٗ، الفٰ، یایٖ) اور سببِ مد ہمزہ (ءٍ) دونوں ایک ہی کلمہ میں ساتھ ساتھ جمع ہوں تو اس کو مَدِّ وَاجِبْ کہتے ہیں مثلاً:۔

جَآءَ، سُوْٓءَ، جِيْٓئَ، وَالّٰٓئِيْ، اُولٰٓئِكَ،

اس کو مَدِّ مُتَّصِلْ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ شرطِ مد اور سببِ مد دونوں ایک ہی کلمہ میں جمع ہیں اور مَدِّ وَاجِبْ اس لئے کہتے ہیں کہ تمام قُرَّاءِ سَبْعَهْ وَعَشَرَهْ قِرَآءَتْ اس میں مد کرتے ہیں اس مد کی مقدار سیّدنا حفص رح کے پاس ۲ دو الف یا ڈھائی الف ہے۔ یعنی مدّ اصلی کے ایک الف پر ایک یا ڈیڑھ الف زیادہ کرکے تَوَسُّط کرتے ہیں۔

مُسْتَثْنٰی:۔ چونکہ لفظ مَلَآئِهٖ (مَلَ ئِهٖ) اور مَلَآئِهِمْ (مَلَ ئِهِمْ پ ۱۱، ع ۱۴) میں الف نہیں پڑھا جاتا اس لئے اس میں

مدِ واجب نہیں ہوگا۔

۳۔(۲) مَدِّ جَائِزْ :۔ اگر شرطِ مد پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور سببِ مد ہمزۂ اصلی (الف کی شکل میں اَ اُ) (یعنی ایسا ہمزہ جو حالتِ وصل اور وقف دونوں میں باقی رہے) دوسرے کلمہ کی ابتداً میں آئے تو وہ مَدِّ جَائِزْ کہلاتا ہے مثلاً۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ، بِمَآ اُنْزِلَ، اَلَّذِیْٓ اُنْزِلَ، مَآ اٰمَنْتُمْ، اِلٰٓی اِبْرَاهِمَ۔

اس کو مَدِّ مُنْفَصِلْ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ شرطِ مد اور سببِ مد دو علیحدہ کلموں میں آئے ہیں اور مَدِّ جَائِزْ اس لئے کہتے ہیں کہ قُرَّآءِ سَبْعَةْ وَعَشَرَہ قِرَاٰاتْ میں سے چند قصر، اکثر توسط اور بعض طول کرتے ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اور هٰٓؤُلَآءِ میں یٰ اور ھٰ شرطِ مد میں (الف مَقْصُوْرَہ یعنی کھڑے زبر کی شکل میں) اور ان کے بعد سببِ مد ہمزہ دوسرے کلمہ (اَیُّهَا اور ءُ لَآءِ) میں ہے اِس لئے یہ مدِ جائز ہے۔ مدِ واجب نہیں ہے۔

مدِ واجب کی طرح مدِ جائز کی مقدار بھی دو الف یا ڈھائی الف ہے یعنی دونوں میں توسط کیا جاتا ہے۔

ہدایت (۱) مدِ جائز میں پہلے کلمہ پر وقف کریں یا دوسرے کلمہ سے ابتدا کریں تو مد نہیں ہوگا جیسے ۔

بِمَا اُنْزِلَ اسلئے کہ ایسی صورت میں صرف شرطِ مد یا سبب مد کوئی ایک موجود ہوگا اور مد کے لئے دونوں کے ایک جگہ جمع ہونے اور ان کو ایک ساتھ پڑھنے کی شرط ہے۔

(۲) جب دوسرے کلمہ کی ابتداء میں ہمزۂ وصلی (ایسا ہمزہ جو درجِ کلام یعنی وصل میں گر جاتا ہے) ہو تو مد نہیں ہوگا، مثلاً:۔

اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ، اِذَا الشَّمْسُ ، فِی الْاَرْضِ

مستثنیات:۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ، لَآ اَنْتُمْ ، وَلَآ اَوْضَعُوْا اور لَاۡاِلَی الْجَحِیْمِ (پ۲۳، ع۶) میں اَنَا اور لَاۡ کا الف پڑھا نہیں جاتا بلکہ نون اور لام کو صرف زبر سے پڑھتے ہیں جیسے:۔ اَنَ - لَ، اس لئے مد نہیں ہوگا۔

۴-(۳) مَدِّ صِلَہْ یا مَدِّ تَلَفُّظِی:۔ اگر شرطِ مد وَاؤ یا یَاءْ رَسْمُ الْخط (یعنی تحریر) میں نہ ہو بلکہ تَلَفُّظ میں ہو جیسے:۔ (ہٗ = ھُوْ، ہٖ = ھِیْ) اور اس کے بعد ہمزۂ اصلی آئے تو مد کیا جائے گا جیسے:۔

عِنْدَہٗٓ اِلَّا ، بِہٖٓ اَنْجَیْنَا

اگر شرطِ مد تلفظی (ہٗ ، ہٖ) کے بعد دوسرے کلمہ میں ہمزۂ وصلی آئے تو مد نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ ہمزہ وصلی درجِ کلام میں گر جائے گا جیسے۔ لَہُ الْمُلْکُ اور بِہِ اللّٰہُ میں جو لَہُ الْمُلْکُ اور بِہِ اللّٰہَ ہیں۔ دونوں کلموں میں شرطِ مد (واؤ اور یاء) موجود ہیں لیکن پڑھے نہیں جاتے

مَدِّ صِلَہْ کی مقدار بھی توسط ہے۔

نوٹ :۔ مَدِّ صِلَہ اصل میں مدِ جائز یا مدِ منفصل ہی ہے لیکن اس کی نمایاں خصوصیت کی وجہ سے ہم نے اس کو علیحدہ بیان کیا ہے۔

۵۔(۴) مَدِّ عَارِضْ :۔ جب شرطِ مد کے بعد کے حرف پر وقف کی وجہ سے سکونِ عارض آئے تو اس کو مَدِّ عَارِضْ کہتے ہیں جیسے :۔ يُؤْمِنُوْنَ سے يُؤْمِنُوْنْ ، اَلنَّاسَ سے اَلنَّاسْ اَلرَّحِيْمِ سے اَلرَّحِيْمْ۔

ان کلموں میں مد اس لئے کیا جاتا ہے کہ جس حرف پر وقف کرتے ہیں وہ ساکن ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے حرفِ مد کا سکون بھی موجود ہے۔ اس طرح ۲ ساکن جمع ہو جائیں گے، ایک سکونِ اصلی یا لازمی (یعنی وہ سکون جو حالتِ وصل اور وقف دونوں میں باقی رہتا ہے) اور دوسرا سکونِ عارضی (یعنی وہ سکون جو وقف کی وجہ سے ہوا اور وہ وصل میں باقی نہ رہے)۔ چونکہ سببِ مد میں سکون بھی داخل ہے (خواہ وہ اصلی ہو یا عارضی) اس لئے مَدِّ عَارِضْ کیا جاتا ہے۔

اس مد کو قصر، توسط، طول کسی ایک وجہ سے پڑھ سکتے ہیں۔

۶۔(۵) مَدِّ لِيْن :۔ حرفِ لین (ـَـوْ، ـَـيْ) پر وقف کرنے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ جیسے :۔

وَالصَّيْفِ سے وَالصَّيْفْ ، مِنْ خَوْفٍ سے مِنْ خَوْفْ

اس مد میں قَصْرُ اَوْلیٰ (بہتر) ہوگا۔

مَدِّ لَازِم :۔ اگر شرطِ مد اور سکونِ لازم (یعنی سکونِ اصلی) دونوں ایک ہی کلمہ میں جمع ہوں تو مَدِّ لَازِم ہوگا۔

اور مدِ لازم تین حرفی حرف میں بھی ہوتا ہے بشرطیکہ درمیانی حرف مدّہ ہو جیسے :۔ صٓ ۔ نٓ ۔ مٓ میں (ا، و، ی) درمیانی حرف ہیں۔ اگرچہ الف بھی تین حرفی حرف (ا، ل، ف) ہے لیکن درمیانی حرف (ل) ہے جو حرفِ مد نہیں اس لئے اس میں مدِ لازم نہیں ہوگا۔

مدِ لازم کی مقدار ہمیشہ طول (یعنی تین ۳ الف) ہے۔

مدِ لازم کی ۲ دو قسمیں ہیں :۔ ۱ ۔ کِلْمِی ، ۲ ۔ حَرْفِی ۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی ۲ دو قسمیں ہیں :۔ ۱ ۔ مُخَفَّفْ (یعنی سکون والا) ۲ ۔ مُثَقَّلْ (یعنی تشدید والا)

اس طرح مدِ لازم کی چار قسمیں ہوئیں :۔

(ا) کِلْمِی مُخَفَّفْ (ب) کِلْمِی مُثَقَّلْ

(ج) حَرْفِی مُخَفَّفْ (د) حَرْفِی مُثَقَّلْ

۷ ۔ (۶ ا) مَدِّ لَازِم کِلْمِی مُخَفَّفْ جیسے :۔ آٰلْـٰٔنَ

اس میں لام پر سکونِ لازم اور نون پر سکونِ عارض ہے۔

۸ ۔ (۷ ب) مَدِّ لَازِم کِلْمِی مُثَقَّلْ جیسے :۔

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ، اَلْحَآقَّةُ

۹-(۸ ج) مَدِّ لَازِم حَرْفِی مُخَفَّف - جیسے :-

یٰسٓ	قٓ	نٓ
یٰسِیْنْ	قَافْ	نُوْنْ

۱۰-(۹ د) مَدِّ لَازِم حَرْفِی مُثَقَّل جیسے :-

الٓمّٓ
اَلِفْ لَامْ مِّیْمْ

الٓمّٓ میں لَام کا میم اور مِّیم کا پہلا میم ملنے کی وجہ سے مشدّد ہوکر (مْ + م = مّ) ہوکر ادغامِ شَفَوِی کا قاعدہ پیدا ہوا اس لئے غُنَّہ بھی ہوگا۔

ان کلموں اور حرفوں میں سکونِ لازم (ـْ ، ـّ) ہونے کی وجہ سے وصل اور وقف دونوں حالتوں میں مَدِّ لَازِم ہوگا اس لیے کہ شرطِ مد اور سبب مد دونوں ایک ہی کلمہ میں ہر دو حالت میں ایک جگہ جمع ہیں۔

جب دوسرے کلمہ کی ابتداء میں سکونِ لازم ہو تو مد نہ ہوگا کیونکہ پہلے کلمہ کا شرطِ مد تحریر میں موجود ہے لیکن تلفظ میں گر جاتا ہے اور صرف حرکت باقی رہ جاتی ہے مثلاً :-

قَالُوا الْحَمْدُ ، اِذَا الْجِبَالُ ، فِی الْاَرْضِ ،
لَهُ الْمُلْكُ ، بِهِ اللّٰهُ -

۱۱-(۱۰) مَدِّ لَازِم لَیِّنَہ یا لِیْن :-

کٓهٰیٰعٓصٓ اور عٓسٓقٓ کے عَیْن میں کیا

جاتا ہے کہ اس کے درمیان میں حرفِ لین یاء (ے ی) ہے اس مد کی مقدار طول اور توسّط ہے۔

سوالات

۱۔ (ل) مد کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ؟

(ب) مدِ طبیعی کی مقدار کیا ہے ؟

۲۔ مدِ فرعی کی تعریف اور اس کے اقسام مع امثلہ لکھو۔

۳۔ مدِ واجب، مدِ جائز اور مدِ صِلہ کے دوسرے نام کیا ہیں ؟ ہر ایک کی وضاحت کرو اور مثالیں دو۔

۴۔ مدِ عارض کس وقت اور کس طرح کیا جاتا ہے اور اس کی مقدار بلحاظِ حرفِ مد اور حرفِ لین کتنی ہے ؟

۵۔ ہمزۂ اصلی اور وصلی نیز سکونِ عارض اور لازم کی تعریف کرو اور مثالوں سے سمجھاؤ۔

۶۔ حسبِ ذیل الفاظ میں مد کے کیا قاعدے ہیں :۔

عَلَيْهِمْ ، مَلَائِكَةٌ ، أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ، لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً ، سَمَاءً ، عَلَيْنَاجِ إِنَّكَ ، عِنْدَهُ إِلَّا ، بِهِ اللهُ ، ذَا الشَّمْسِ ، أَقَامُوا الصَّلٰوةَ ، قَالُوْا أَنُؤْمِنُ ، الٰٓـٔنَ ، لَحَاقَّةُ ، عسق ، ن ، ص ، يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ ، هٰؤُلَاءِ ، هَا أَنْتُمْ

۷۔ مدِ لازم کی تعریف کرو اور اس کے اقسام مع امثلہ لکھو۔

نویں فصل

وَقفُ وابتداء

وقف کے معنی لغت میں فعل (کام) سے باز رہنا ہیں اور اصطلاحِ قراء میں آواز اور سانس دونوں کے منقطع ہونے (ٹوٹنے) کو کہتے ہیں۔

قاری کے لئے وقف اور ابتداء کے مقام کا جاننا نہایت ضروری ہے، اس سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے معنی میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ وقف وابتداء میں دو چیزوں سے واقفیت لازمی ہے۔

ا۔ وقف کس طرح کیا جائے اور ابتداء کیسے کی جائے۔

۲۔ وقف کس جگہ کرنا چاہئے اور ابتدا کہاں سے کرنی چاہئے

ا۔ (ا) قاری جب کسی لفظ پر وقف کرے تو ہمیشہ اس کے آخر حرف کو ساکن کرے یعنی اس حرف کی حرکت کو گرا کر جزم سے پڑھے خواہ اس پر کوئی حرکت ہو، سوائے دو زبر کے، مثلاً:-

مُفْلِحُوْنَ سے (مُفْلِحُوْنْ) یَسْجُدَانِ سے (یَسْجُدَانْ) نَسْتَعِیْنُ سے (نَسْتَعِیْنْ) سَمَآءٌ سے (سَمَآءْ) مَآءٍ سے (مَآءْ)

(ب) جب آخر حرف پر دو زبر (ــً) ہوں اور اس کے ساتھ

الف (ےً ا) لکھا ہو یا نہ ہو اس پر قاری وقف کرے تو وقف الف پر مدِ طبیعی کے ساتھ کرنا چاہئے، جیسے :۔ اَفْوَاجًا سے (اَفْوَاجَا)، بِنَآءً سے (بِنَآءَا)، نِسَآءً سے (نِسَآءَا)، عَمًى سے (عَمٰى)۔

(ج) مگر گول تاءِ تانیث پر خواہ دو زبر ہوں یا کوئی اور حرکت ہو تو تاء حالتِ وقف میں ھاء ہو جائے گی اور ساکن بھی ہو گی، جیسے :۔ مُسْلِمَةً سے (مُسْلِمَهْ)، رَحْمَةٌ سے (رَحْمَهْ) ذَرَّةٍ سے (ذَرَّهْ) وَالْمَغْفِرَةُ سے (وَالْمَغْفِرَهْ) لِلزَّكٰوةِ سے (لِلزَّكٰوهْ)، يُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ سے اَلصَّلٰوهْ۔

(د) اور جو تائے تانیث لانبی لکھی ہوئی ہو (ت) وہ حالت وقف میں ھاء نہیں ہو گی بلکہ تاء پر وقف کیا جائے گا۔ مثلاً:۔ جَنّٰتٌ سے (جَنّٰتْ)، مَعْدُوْدَاتٍ سے (مَعْدُوْدَاتْ)

(ھ) اگر مشدّد حرف پر وقف کیا جائے تو اس کی حرکت تو گر جائے گی لیکن تشدید کو زبان پر ذرا زور دے کر ادا کرنا چاہئے، تاکہ سکون اور تشدید میں فرق معلوم ہو سکے جیسے :۔ اِذَا وَقَبَ، وَتَبَّ سے (وَتَبّْ)، وَزَرَ، مَفَرُّ سے (مَفَرّْ)

جب ابتداء ہمزۂ وصلی سے کی جائے تو اس کو حرکت دینا ضروری ہے عموماً اس لفظ کے تیسرے حرف پر جو حرکت ہے وہی ہمزہ کو دی جاتی ہے۔ جیسے :۔ اَلَّذِىْ، اِضْرِبْ، اُجْتُثَّتْ۔

لیکن صحیح اعراب لگانا عربی زبان سے واقفیت کے بغیر ممکن نہیں اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے پہلے کے لفظ سے ابتدا کی جائے۔

جب اِئْتِنَا ، اِئْتُونِیْ اور اُؤْتُمِنَ سے ابتداء کریں تو دوسرے ہمزہ (ءْ) کو اِئْتِنَا اور اِئْتُونِیْ میں یاء سے اور اُؤْتُمِنَ میں واؤ سے بدلنا چاہئے، جیسے :-

اِیْتِنَا ، اِیْتُونِیْ ، اُوْتُمِنَ

اگر ان کو ما قبل کے کلمہ سے ملا کر پڑھیں تو پہلا ہمزہ وصلی (اِ ، اُ) گر جائے گا اور دوسرا ہمزہ (ءْ) پڑھا جائے گا جیسے :-

یَاصَالِحُ ائْتِنَا (پ، ع ۱۷) اَلْمَلِكُ ائْتُونِیْ (پ۱۲ ع ۱۷) اَلَّذِی اؤْتُمِنَ (پ۳، ع ۷)

۲- (ا) عام طور سے وقف آیت پر کرنا چاہئے۔ آیت کے درمیان میں بھی جہاں وقف کی کوئی علامت ہو (جس کا ذکر کتاب ہذا کے صفحہ ۴۸ پر ہے) وقف کر سکتے ہیں۔ مگر جہاں بھی وقف کریں سانس اور آواز منقطع کرنا (توڑنا) چاہئے ورنہ وقف کر کے دم لئے بغیر قراءت جاری رکھنا جائز نہیں۔ اگر قراءت جاری رکھیں تو آخر حرف کو حرکت دینا ضروری ہے۔

(ب) جب کوئی کلمہ دو کلموں سے مُرکّب ہو (بنا ہو) تو پہلے کلمہ پر وقف کرنا یا دوسرے کلمہ سے ابتداء کرنا جائز نہیں

مثلاً :- اٰبَآءُکُمْ کے بجائے اٰبَآءُ/کُمْ، قُلُوْبُکُمْ کے بجائے قُلُوْبُ/کُمْ، اَنْفُسَکُمْ کے بجائے اَنْفُسَ/کُمْ، لِکَیْلَا کے بجائے لِکَیْ/لَا۔

(ج) جس لفظ پر کوئی علامتِ وقف نہ ہو وہاں وقف کرنے کی صورت میں اس لفظ کے پہلے سے بلحاظِ معنی مناسب مقام سے ابتداء کرنا چاہیئے۔

وَقْف کے اقسام

ا۔ وقف کی تین قسمیں ہیں :-

(۱) اِضْطِرَارِیْ (۲) اِخْتِبَارِیْ (۳) اِخْتِیَارِیْ

ا۔ **وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ** :- وہ ہے جہاں قاری کا ارادہ وقف کرنے کا نہ ہو مگر سانس ٹوٹ جانے یا کھانسی آنے یا سہو (بھول) کی وجہ سے وقف ہو جائے۔

۲۔ **وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ** :- وہ ہے جہاں مَوْقَف (جائے وقف) کے متعلق خبر دینے کے لئے کہ کسی لفظ پر کس طرح وقف کرنا چاہیئے، قاری وقف کرے۔ اس کے لئے کوئی مقام مقرر نہیں کہیں بھی وقف کیا جا سکتا ہے، لیکن اس لفظ کے

رَسْمُ الْخط (یعنی قرآنی تحریر) کا لحاظ ضروری ہے، جیسے :۔

فِیْ قُلُوْبِ ، قُلُوْبُکُمْ

۳۔ وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ :۔ وہ ہے جہاں قاری دم لینے کے ارادہ سے وقف کرتا ہے، کیونکہ لانبی آیت ایک دم میں نہیں پڑھی جا سکتی، اس لئے ضروری ہے کہ وقف وابتدا کیلئے ایسا مقام اختیار کرے جو لفظی و معنوی اعتبار سے مناسب ہو۔

وقف وابتداء کا بیان بہت طویل ہے۔ یہاں چند اور ضروری قسموں کا ذکر کیا جاتا ہے :۔

ب۔ وقف کی لَفْظِیْ وَمَعْنَوِیْ اِعْتِبَار سے چار قسمیں ہیں :۔

(۱) تَامْ (۲) کَافِیْ (۳) حَسَنْ (۴) قَبِیْح

۱۔ وَقْفِ تَامْ (پورا) :۔ وہ ہے جہاں وقف کرنے پر پہلی آیت سے بعد کی آیت کا لفظی و معنوی تعلق باقی نہ رہے۔ یہ وقف اکثر آیت پر ہوتا ہے اور ابتداء بعد کی آیت سے کی جاتی ہے، جیسے :۔

مُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (پ ع ۱)

اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ وَمَنْ یَّرْغَبُ (پ ع ۱۵)

۲۔ وَقْفِ کَافِیْ :۔ وہ ہے جہاں وقف کرنے پر پہلی آیت سے بعد کی آیت کا لفظی تعلق باقی نہ ہو لیکن معنوی تعلق

باقی رہے۔ یہ وقف بھی اکثر آیت پر ہوتا ہے۔ ایسی آیت پر وقف کرنا اور بعد سے ابتداء کرنا جائز ہے، جیسے:۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ لا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ط

۳۔ وَقْفِ حَسَنٌ (اچھا):۔ وہ ہے جہاں وقف کرنے سے جملہ تو ختم ہو لیکن لفظی و معنوی تعلق باقی رہے ایسے وقف اور ما بعد سے ابتداء کرنا حَسَنٌ ہے۔ اگر قاری آیت پر وقف کرے تو ما بعد سے ابتداء بہتر ہوتی ہے، جیسے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر آیت نہیں لیکن وقف حَسَنٌ ہے اور رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پر آیت بھی ہے اس لئے وہاں وقف اَحْسَنٌ (بہت اچھا) ہے۔

۴۔ وَقْفِ قَبِيْحٌ (بُرا):۔ وہ ہے جہاں ٹھہرنے سے کلام بھی پورا نہ ہوا اور مطلب بھی سمجھ میں نہ آئے۔ یہاں وَقْفِ اختیاری جائز نہیں البتہ وقفِ اِختبارِی اور اضطراری ہو سکتا ہے مثلاً:۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ (ان لوگوں کا راستہ)

جہاں وقف کرنے سے اصل معنے کے خلاف سمجھ میں آئے تو وہ وقف اَقْبَحُ (بہت بُرا ہے وہاں وقف ہرگز نہیں) کرنا چاہیئے مثلاً:۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پر وقف بغیر وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (پ۵ ع۴) کے (یعنی تم نماز کے نزدیک مت جاؤ جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو)

وقف کی قسموں کے لفظی و معنوی تعلق کو سمجھنے کے لئے قاری جب تک عربی زبان سے واقف نہ ہو مشکل پیش آتی ہے۔ البتہ علامتوں کے ذریعے اوقاف کے متعلق تھوڑے بہت معلومات ہو سکتے ہیں۔

علاماتِ وقف

وقف کے مشہور اور اہم علامات حسبِ ذیل سات ہیں:۔

۱۔ **وَقْفِ لَازِم** میں وقف کرنا لازمی ہے ورنہ معنوں میں فساد (خرابی) آتا ہے۔ اس کی علامت (م) ہے۔

۲۔ **وَقْفِ مُطْلَق**:۔ میں وقف کرنا اور ما بعد سے ابتداء کرنا اچھا ہے، اس کی علامت (ط) ہے۔

۳۔ **وَقْفِ جَائِز**:۔ میں وقف وصل دونوں جائز ہیں لیکن وقف اَوْلیٰ (بہتر) ہے، اسکی علامت (ج) ہے۔

۴۔ **وَقْفِ مُجَوَّز**:۔ میں بھی وقف وصل دونوں جائز ہیں لیکن وصل اَوْلیٰ ہے، اس کی علامت (ز) ہے۔

۵۔ **وَقْفِ مُرَخَّص**:۔ جب کلام میں طوالت ہو تو درمیان میں وقف کرنا جائز ہے، لیکن ما قبل سے تعلق باقی رہتا ہے اس لیے وصل اَوْلیٰ ہے، اس میں وَقْفِ مُجَوَّز کی بہ نسبت وصل کو زیادہ ترجیح ہے۔ اسکی علامت (ص) ہے۔

۶۔ وَقْفِ مُعَانَقَہ :۔ جب دو وقف قریب قریب ہوں تو ہر ایک پر نہ ٹھہرے، ایسی صورت میں دوسرے مقام پر وقف مُمْتَنِعْ (منع) ہوجاتا ہے۔ جیسے :—
لَارَیْبَ ج صلی اور فِیْہِ ج دونوں پر وقف نہ کرے صرف ایک پر کرے، ایسے وقفوں کو مُعَانَقَہ یا مُرَاقَبَہ کہتے ہیں، اس کی علامت دو جگہ بعض (∴ ∴) اور بعض (مع مع) دو مرتبہ لکھتے ہیں۔

۷۔ لَا وَقْفَ عَلَیْہِ :۔ جہاں وقف جائز نہیں، معنوں میں فساد آتا ہے تو لا (بمعنی نہیں) لکھتے ہیں، وہاں وقفِ اختیاری نہ کرے۔ اگر وقفِ اختیاری یا اِضطراری ہوجائے تو ماقبل سے ابتداء کرنا چاہیئے، البتہ آیت پر (لَا) ہو تو مابعد سے ابتداء جائز ہے۔

کسی مطبع کے قرآنِ مجید کا تھوڑا سا حصہ پڑھ لیا جائے تو یہ تمام علامتیں بآسانی معلوم ہوجائینگی۔

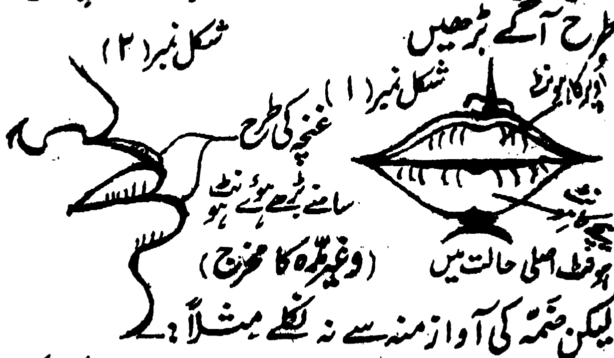
مُتَاخِّرِیْن (بعد کے) علمائے تجوید نے اور چند علاماتِ وقف زیادہ کئے ہیں مثلاً :—
صِلْ، صِلے، قِف، وَقْفَہ، کَ، قلا، ق، س وغیرہ جن کی تفصیل تجوید کی بڑی کتابوں میں درج ہے۔
جہاں ایک سے زائد علاماتِ وقف جمع ہوں تو سب کے

اوپر کی علامت کو ترجیح ہوگی مثلاً :۔
یَبْتَغَا مَرْزُوْنَ ؑ (پ ع ۸) جِثِمِیْنَ ؑ (پ۹ ع ۱۴)

اِشمام و رَوم

کبھی کبھی وقف، سکون (ْ) کے علاوہ اِشْمَامْ (ُ)
اور رَوْمْ (ُ ِ) سے بھی کیا جاتا ہے۔

اِشمام :۔ کہتے ہیں حرف کو ضمّہ (پیش) کی بو دینا یعنی اس کو اس طرح ادا کرنا کہ لب (ہونٹ) غنچہ (کلی) کی طرح آگے بڑھیں



لیکن ضمّہ کی آواز منہ سے نہ نکلے مثلاً :

نَسْتَعِیْنُ ہ پر وقف اور دوسرے نون کے سکون (نْ) کے ساتھ اس کا اشمام۔

اِشمام صرف ضمّہ (پیش) پر ہوتا ہے کسی اور حرکت یعنی زبر یا زیر پر نہیں ہوتا۔ اشمام سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ جو آخری حرف ساکن ہوا ہے اس کی حرکت ضمّہ تھی۔ اشمام کو

قاری کے قریب یا دور بیٹھا ہوا شخص اور بہرا آدمی دیکھ کر سمجھ سکتا ہے۔

اگر آخری حرف پر تنوین (ٌ) ہو جیسے :۔ عَلِیْمٌ تو اشمام صرف ایک حرکتِ ضمّہ (ُ) پر ہوگا۔

اشمام قَصْر، تَوَسُّط اور طُوْل تینوں پر ہوتا ہے

رَوْم :۔ وقف کا دوسرا طریقہ رَوْم ہے کسی حرف کی دو تہائی حرکت کو گرا کر ایک تہائی حرکت کے ساتھ پست آواز سے وقف کرنے کو رَوْم کہتے ہیں۔ رَوْم ضمّہ اور کسرہ (ُ ِ) پر ہوتا ہے جیسے :۔ نَسْتَعِیْنُ۝ اور اَلرَّجِیْمِ۝ میں۔

رَوْم سے بھی یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ جو آخری حرف ساکن ہوا ہے اس کی حرکت ضمّہ یا کسرہ تھی۔ رَوْم کو قاری کے نزدیک بیٹھا ہوا اور اندھا آدمی سن سکتا ہے۔

اگر کسی حرف پر تنوین (ٌ ٍ) ہو جیسے :۔ عَلِیْمٌ اور شَیْءٍ میں تو رَوْم ایک حرکت (ُ ِ) پر ہوگا۔

رَوْم صرف قَصْر پر جائز ہے۔

اگر نَسْتَعِیْنُ یا عَلِیْمٌ پر وقف کیا جائے تو سات وجہیں پڑھی جا سکتی ہیں جو حسب ذیل ہیں :۔

تین ۳ وجہیں وقف مَعَ السُّکُوْنِ (سکون کے ساتھ) کی

یعنے طول، توسط اور قصر۔

تین ۳ وجہیں وَقْف مَعَ الِاشْمَامْ کی یعنی طول، توسط اور قصر۔

اور ایک وجہ رَوْم مَعَ الْقَصْر کی۔

اگر اَلرَّحِیْم یا شَیْءٍ پر وقف کریں تو چار وجہیں ہونگی:۔

تین ۳ وجہیں وقف مَعَ السُّکُون کی۔

اور ایک وجہ رَوْم مَعَ الْقَصْر کی۔

یہ ضروری نہیں کہ قاری ان سب وجہوں یا طریقوں سے وقف کرے بلکہ کسی ایک وجہ سے وقف کر سکتا ہے۔

زَبر (فتحہ) پر نہ اشمام ہوگا اور نہ رَوْم۔ جب کسی حرف پہ حالتِ وقف میں نہ اشمام ہو نہ رَوْم تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی حرکت فتحہ (ـَــ) ہے۔



سوالات

۱۔ وقف وابتداء کے عام قواعد کیا ہیں؟

۲۔ گول تاءِ تانیث (ۃ) اور لانبی تاءِ تانیث (ت) پر وقف کا کیا قاعدہ ہے؟

۳۔ مَقَامًا، سَمَآءً، جُزْءً، عَمِیٌّ، سَمَآءُ، مِنْ مَّآءٍ پر وقف کس طرح کیا جائے گا؟

۴۔ وقف کے اقسام اور ان کی تعریف بیان کرو؟

۵۔ لفظی و معنوی اعتبار سے وقف کی کتنی قسمیں ہیں؟ انکی تعریف کرو اور مثالیں بھی دو۔

۶۔ وقف کے مشہور اور اہم علامات لکھو اور ان کی تعریف کرو۔

۷۔ اِئْتُوْنِیْ، اُؤْتُمِنَ، اِئْتِنَا کے وصل وابتداء کے کیا قاعدے ہیں؟

۸۔ (ا) اِشْمَام اور رَوْم کی تعریف کرو اور ان کی غرض لکھو۔

(ب) نَسْتَعِیْنُ، اَلرَّحِیْم، سَمِیْعٌ، مِنْ عَزِیْزٍ پر وقف کی کتنی وجہیں ہونگی؟

بابِ دوّم

مُتفرِّقات

قرآنِ مجید میں بعض جگہ آنے والی ضروری چیزوں کا بیان

۱۔ سیّدنا حفصؒ نے قرآنِ مجید میں صرف ایک جگہ لفظ مجرٖیھا (پ۱۲، ھُود، ع۴) کو اِمَالۂ کُبریٰ سے پڑھا ہے یعنی راء کی الف کو یاء کی طرف مائل کرکے (جُھکاکے) راء کو مُرَقَّق (باریک) ادا کیا ہے۔ یہ لفظ سیّدنا شُعْبَۃؒ (راوی اوّل امام عاصم کوفیؒ) کی روایت میں مُجْرٰاھا ہے۔ اسی راء کی الف کا سیّدنا حفصؒ (راوی دوّم امام عاصم کوفیؒ) اِمَالَہ کرتے ہیں۔ اس کی ادائی اُستاد سے سُننے پر معلوم ہوگی۔

اِمالۂ کبریٰ کی مقدار بھی دو حرکت یا ایک الف کے برابر ہوتی ہے

۲۔ سَکْتَہ کے معنی کسی حرف پر بغیر دم لئے ٹھہر کر آگے قرأت جاری رکھنا ہیں۔ "سکتہ" وصل سے قریب اور "وقفہ" وقف سے قریب ہوتا ہے۔ سکتہ کی علامت (س) ہے جو لفظ کے اوپر لکھی جاتی ہے۔

قرآن شریف میں مُتَّفِقْ عَلَیْہِ (جس پر سب کو اتفاق ہے) حسبِ ذیل چار سکتے ہیں :۔

(۱) عِوَجًاؕ قَیِّمًا (پ۱۵، کہف، ع ۱۳) میں عِوَجًا کی تنوین (ـً) کو الف سے بدل کر سکتہ کریں جیسے :۔ عِوَجَاؕ قَیِّمًا۔

(۲) مَرْقَدِنَاؕ هٰذَا (پ۲۳، یٰسٓ، ع ۳) میں مَرْقَدِنَا کے الف پر سکتہ ہوگا۔

(۳) مَنْؕ رَاقٍ (پ۲۹، قیٰمۃ، ع ۱۷) کے نُوْن پر سکتہ کرنا چاہئے۔

(۴) بَلْؕ رَانَ (پ۳۰، تطفیف، ع ۸) کے لام پر سکتہ ہے۔

۳۔ لَا تَأْمَنَّا (پ۱۲، یُوسُف، ع ۱۲) کو سیّدنا حفصؒ دو وجہوں یا طریقوں سے پڑھتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک وجہ سے پڑھنا جائز ہے :۔

پہلی وجہ نون کے اِدْغَامْ مَعَ الْاِشْمَامْ کی ہے۔ یہاں اِشْمَامْ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ نون جس کا ادغام ہوا ہے اُس کی حرکت ضَمَّہْ (نُ) تھی[۱] اس لئے نونِ مُشَدَّدْ (نّ) کا غُنّہ کرتے ہوئے لبوں کو غنچہ کی طرح آگے بڑھا کر منہ سے آواز نکالے بغیر اشمام کرنا چاہئے۔

دوسری وجہ اِخْفَاء مَعَ الْاِدْغَامْ کی ہے۔ پہلی نُوْن کا

---

[۱] یہ لفظ دراصل لَا تَأْمَنُنَا تھا۔ پہلے نونِ مضموم (نُ) کا دوسرے نون (نَ) میں ادغام (نْ + نَ = نَّ) ہوا ہے۔

اِخْفاء کرتے ہوئے دوسری نُونْ میں اِدغام کریں۔ یہ اِدغامِ ناقص ہوگا۔

۴۔ لَئِنْ بَسَطْتَّ (پ۶، ع ۹) میں مُطْبَقَہ حرفِ قوی طَا کا مُسْتَفِلَہ حرفِ تَا میں اِدغامِ ناقص ہوا ہے اس لئے طاء کی صفتِ اِستِعلاء و اِطْباق باقی رہے گی لیکن اس پر قلقلہ نہیں ہوگا۔

۵۔ وَدَّتْ طَّائِفَۃٌ (پ۳، ع ۱۵) میں حرفِ ضعیف تَاء کا طَا میں اِدغامِ کامل (وَدَّطَّائِفَۃٌ) ہوگا۔

۶۔ اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ (پ۲۹، ع ۲۱) میں قَافْ کا کَافْ میں اِدغامِ کامل (نَخْلُكُّمْ) اور ناقص دونوں جائز ہیں لیکن اِدغامِ کامل اَصَحّ اور مُرَجَّحْ (یعنی زیادہ صحیح اور ترجیح دیا گیا) ہے۔ ادغامِ ناقص کی صورت میں قَافْ کا اِستِعلاء تو باقی رکھنا لیکن قلقلہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ اِدغام نہ ہوسکے گا۔

۷۔ مُتَقَارِبْ و مُتَجَانِسْ حرف لَامْ اور بَاء کا بھی رَاء اور مِیْمْ میں اِدْغَامِ صَغِیْرْ کیا جاتا ہے۔ جیسے :۔

قُلْ رَّبِّ (قُرَّبِّ)، یَرْكَبْ مَّعَنَا (یَرْكَمَّعَنَا)

ایسا اِدغام جس میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا حرف متحرک ہو اِدْغَامِ صَغِیْرْ کہلاتا ہے۔

اور جب دونوں حُرُوفِ متحرّک کا ادغام ہو تو اسکو اِدْغَامِ کَبِیْرْ کہتے ہیں جو سیّدنا سُوْسِیؒ (راوی دوم امام ابوعمرو بصری) کی خصوصیت

ہے۔ جیسے :۔

قَالَ لَھُمْ سے قَالَ لَّھُمْ سیدنا حفصؒ ایسا ادغام نہیں کرتے۔

۸ ۔ جہاں کہیں لفظ اَنَا آئے تو اس میں بحالتِ وصل اَلِفْ نہیں پڑھا جاتا صرف نُوْنْ کے زبر سے (اَنَ) پڑھنا چاہیئے۔ جیسے :۔

اَنَا (اَنَ) اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی، اَنَا اُحْیٖ، وَمَا اَنَا بِطَارِدِ، اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ، وَلَآ اَنَا عَابِدٌ۔

لیکن اَنَا پر وقف کریں تو الف باقی رہتا ہے اس لئے اس کو حرفِ مد یا ایک الف کے برابر کھینچنا چاہیئے۔

۹ ۔ اسی طرح حسب ذیل الفاظ میں اَلِفْ وصل میں ساقط ہوتا (گرتا) اور وقف میں قائم رہتا ہے جیسے :۔

لٰکِنَّا (لٰکِنَّ) ھُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ (پ ۱۵، کہف، ع ۱۷)، اَفَا۟ئِنْ (اَفَئِنْ) (پ ۴، ع ۶، ۷)، اَلظُّنُوْنَا۟ (اَلظُّنُوْنَ) (پ ۲۱، اَحْزَاب، ع ۱۰)، اَلرَّسُوْلَا۟ (اَلرَّسُوْلَ)، اَلسَّبِیْلَا۟ (اَلسَّبِیْلَ) (پ ۲۲، اَحْزَاب، ع ۵)، لَا۟ (لَ) اِلَی اللّٰہِ (پ ۴، اٰلِ عمران، ع ۸) ان کے علاوہ اور بھی الفاظ ہیں۔

۱۰ ۔ سیدنا حفصؒ کلمۂ ءَ اَعْجَمِیٌّ (پ ۲۴، حٰمٓ السجدۃ، ع ۱۹) میں دوسرے ھمزہ (اَ) کی تَسْھِیْلْ (نرم) کرتے ہیں یعنی دوسرے ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے درمیان پڑھتے ہیں۔ اس کی ادائی اُستاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔

۱۱۔ ءٓ الذّٰکَرَیْنِ (پ۸، اَنعَامُ، ع ۴)، آٰلْئٰنَ (پ۱۱، یُوْنُسَ ع ۱۰) اور آٰللّٰہُ (پ۱۱، یُوْنُسَ، ع ۱۱) میں دو وجہیں تمام قراء کے لئے ہیں :۔ ایک وجہ اِبْدَال کی یعنی دوسرے ھمزہ کو الف سے بدل کر مَدِّ لَازِم کرنے کی اور دوسری وجہ دوسرے ھمزہ کی تَسْہِیْل کی بغیر مَدّ کے جیسے :۔

ءٓ الذّٰکَرَیْنِ اور ءَ ءَ الذّٰکَرَیْنِ، آٰلْئٰنَ اور ءَ آلْئٰنَ، آٰللّٰہُ اور ءَ آللّٰہُ۔

۱۲۔ الٓمّٓ ۚ اللّٰہُ (پ۳، شروع اٰلِ عِمْرَانَ) میں جب دوسری مِیْم تَلَفُّظِیْ پر وقف کریں (مِیْمْ ۵) تو مَدِّ لَازِم کے ساتھ وقف کرنے میں سب قرّاء متفق ہیں (الٓمّٓ ۚ آللّٰہُ) لیکن وصل کی صورت میں الٓمّ کی دوسری مِیْم تَلَفُّظِیْ کو فتحہ دے کر (مِیْمَ) لفظ اللّٰہ کے ساتھ ملا کر دو وجہوں یعنی طول (الٓمّٓ اللّٰہُ) اور قصر (الٓمَّ اللّٰہُ) سے پڑھتے ہیں۔

۱۳۔ قرآنِ مجید تلاوت کرنے کی تین حالتیں ہیں :۔

(۱) تَرْتِیْل :۔ کے معنی صاف صاف اور عمدگی کے ساتھ قرآنِ مجید تلاوت کرنا ہیں اور اِصطلاحِ قرّاء میں ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنے اور اس کے پورے حقوق مثلِ صفات تفخیم، ترقیق، اِستِفال اور اِستِعلاء وغیرہ ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

(۲) تَدْوِیْر :۔ مخارج، صفات، تفخیم اور اِستعلاء کا

لحاظ رکھتے ہوئے ذرا تیزی کے ساتھ تلاوت کرنا متوسط طریقہ سے۔

(۳) حَدْرَہ۔ قواعد کا خیال رکھتے ہوئے جلد جلد قرآنِ شریف پڑھنا جیسا کہ حافظ لوگ پڑھتے ہیں۔

۱۴۔ سُوْرَۃُ تَوْبَۃ (یا بَرَائَۃ) (پ۱۰، ع۷) کی ابتدا میں بَسْمَلَۃ نہیں پڑھنا چاہیئے کہ سب قُرّا اور مُفسّرین کا اس پر اتفاق ہے اس لئے اس سورہ کی ابتداء میں بَسْمَلَہ لکھا ہوا نہیں ہے۔ البتہ درمیانِ سُوْرَۃ سے تلاوت شروع کی جائے تو بعض کے نزدیک بَسْمَلَۃ پڑھا جا سکتا ہے اور بعض کے نزدیک درمیانِ سورہ میں بھی بَسْمَلَۃ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اس سورہ کے ابتداء اور درمیان میں تَعَوُّذ پڑھنا ضروری ہے۔

۱۵۔ جب تَعَوُّذ، بَسْمَلَۃ اور سُوْرَۃ کو ملا کر پڑھنا مقصود ہو تو حسبِ ذیل چار وجہوں یا طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں مثلاً:۔

(۱) تَعَوُّذ، بَسْمَلَۃ اور سُوْرَہ تینوں کو علیحدہ علیحدہ قراءت کرنا۔

(۲) تَعَوُّذ اور بَسْمَلَۃ دو کو ملانا لیکن سُوْرَۃ کو علیحدہ پڑھنا۔

(۳) تَعَوُّذ کو علیحدہ پڑھنا لیکن بَسْمَلَۃ اور سُوْرَۃ دونوں کو ملا کر تلاوت کرنا۔

(۴) تَعَوُّذ، بَسْمَلَۃ اور سُوْرَۃ تینوں کو ملا کر پڑھنا۔

یہ وجہیں ذیل کی شکلوں سے آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکینگی :-

	تَعَوُّذْ	بَسْمَلَہْ	سُوْرَہْ
(۱)	○	○	○
(۲)	○———○		○
(۳)	○	○———○	
(۴)	○———○———○		

۱۶ - جب دو۲ سورتوں کے درمیان بَسْمَلَہْ پڑھیں تو تین۳ وَجہیں جائز ہیں اور ایک وجہ سورہ کے آخر میں بَسْمَلَہْ پڑھکر وَقْف کرنے کی جائز نہیں کیونکہ اس سے شک ہوتا ہے کہ بَسْمَلَہْ سورہ کا آخری جزو ہے حالانکہ وہ ہر سورہ کے پہلے آتا ہے - تین۳ جائز وَجہیں یہ ہیں :-

(۱) سُوْرَہْ ، بَسْمَلَہْ اور سُوْرَہْ تینوں کو علٰحدہ پڑھنا۔

(۲) سُوْرَہْ کو علٰحدہ پڑھنا لیکن بَسْمَلَہْ اور بعد کے سُوْرَہْ کو ملاکر تلاوت کرنا۔

(۳) سُوْرَہْ ، بَسْمَلَہْ اور سُوْرَہْ تینوں کو ملاکر تلاوت کرنا۔

ان تین۳ وَجہوں کو ذیل کی شکلیں ظاہر کرتی ہیں :-

	سُوْرَہْ	بَسْمَلَہْ	سُوْرَہْ
(۱)	○	○	○
(۲)	○	○———○	
(۳)	○———○———○		

۱۷۔ قرآنِ شریف کا رَسْمُ الْخَطْ خاص ہے۔ جب کوئی شخص اُس کے الفاظ لکھے تو رسم الخط یا قرآنی خاص تحریر کو ضرور ملحوظ رکھے جیسے:۔

عُلَمٰٓؤُا، عُلَمٰٓؤُا، اَلرَّحْمٰنِ، هٰٓؤُلَآءِ، هٰٓاَنْتُمْ، يٰٓاٰدَمُ، رَاٰ، لِيَسُوْٓءُ، يُحْيِ، اِبْرٰهِمُ، يُحْيِ الْمَوْتٰى، اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ، اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ، عَلِمَتْ۔

۱۸۔ بعض الفاظ کو وَقْف میں رَسْمُ الْخَطْ کے خلاف پڑھایا جاتا ہے کیونکہ سیّدنا حفصؒ کی روایت ہی ایسی آئی ہے مثلاً:۔ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا (پ ۲۹، دَهْرُ، ع ۱۹) میں سیّدنا حفصؒ کے پاس پہلے لفظ کا وقف الف پر ہے جیسے:۔

پہلے قَوَارِيْرَا ۝ سے قَوَارِيْرَا ۝

اور دوسرے کا وقف رَا پر سکون کے ساتھ بغیر الف کے ہے جیسے:۔

دوسرے قَوَارِيْرَا سے قَوَارِيْرْ۔

وصل میں ان دونوں لفظوں کو صرف رَاء کے زَبر سے بغیر الف کے پڑھتے ہیں جیسے:۔

قَوَارِيْرَ ۝ قَوَارِيْرَ۔

۱۹۔ سَلٰسِلَا (پ ۲۹، دَهْرُ، ع ۱۹) میں دوسرا لام وصل میں صرف زَبر سے (لَ) پڑھا جاتا ہے جیسے:۔

سَلٰسِلَ اور وقف میں الف کو باقی رکھنا یا ساقط کرنا

(کرانا) دونوں وجہیں جائز ہیں جیسے :-

سَلٰسِلَا اور سَلٰسِلْ ۔

۲۰ - اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاْ کَفَرُوْا (پ ۱۲، ھُوْد، ع ۶) عَادًا وَّثَمُوْدَاْ (پ ۱۹، فرقان، ع ۴) اور (پ ۲۰، عنکبوت، ع ۱۶) اور وَثَمُوْدَاْ فَمَآ اَبْقٰی (پ ۲۷، نجم، ع ۷) اِن سب میں لفظ ثَمُوْدَا کا الف وصل اور وقف دونوں حالتوں میں ساقط ہوتا ہے جیسے :-

وصل میں ثَمُوْدَا سے ثَمُوْدَ اور وقف میں ثَمُوْدْ ۔

۲۱ - کہیں الف کا رسم الخط یاء سے ہے جیسے :-

رَمٰی (رَمَا)، وَالضُّحٰی (وَالضُّحَا) اور کہیں واؤ سے ہے جیسے :- اَلرِّبٰوا (اَلرِّبَا)، اَلصَّلٰوۃُ (اَلصَّلَاۃُ)، اَلزَّکٰوۃُ (اَلزَّکَاۃُ)

۲۲ - کہیں الف تلفظ میں زائد ہے جیسے :-

رَاٰ (رَءَا)، نَاٰ (نَئَا) وقف میں بھی ھمزہ کے بعد الف باقی رہتا ہے۔

رَاٰ جب حرفِ ساکن کے ساتھ وصل ہوتا ہے تو دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے الف ساقط ہو کر صرف ھمزہ (اٰ) باقی رہتا ہے جیسے :-

رَاَ الْقَمَرَ، رَاَ الشَّمْسَ ۔

۲۳۔ امام عاصم کوفیؒ آیَّا مَّا تَدْعُوا (پ ۱۵، کہف ع ۱۲) میں میمْ پر وقفِ اضطراری یا اختباری کریں تو آیًا مَّا کو اَیًّمْ پڑھیں گے۔ لیکن وصل پھر ماقبل سے ملا کر ہی ہوگا۔

۲۴۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ (پ ۲۶، حجرات، ع ۱۴) میں اَلْاِسْمُ کے دوسرے ہمزہ کی حرکت زیر (اِ) نقل کر کے ماقبل کی لام (لِ) کو دیتے ہیں جیسے:۔ اَلْاِسْمُ سے اَلِاسْمُ

۲۵۔ اشعار امام جزریؒ

(۱) مخارجِ حروف

طلباء کے لئے امام شمس الدین جزریؒ کے حسب ذیل اشعار مخارجِ حروف کو یاد کر لینا نہایت مفید ہے، ان سے بہت مدد ملتی ہے، ہر وقت آسانی کے ساتھ ہر ایک حرف کا مخرج معلوم ہو سکتا ہے:۔

۱۔ مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ

مخارج حروف ۱۷ سترہ ہیں

عَلَى الَّذِيْ يَخْتَارُهُ مَنِ اخْتَبَرْ۔

جنکو اُس شخص یعنی امام جزریؒ نے اختیار کیا ہے جو باخبر ہے۔

۲۔ فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَاُخْتَاهَا وَهِیْ

(۱) یعنی الف جوف (فم) سے (نکلتا ہے) اور اسکی بہنیں (واؤ، یاء) بھی (وہیں سے نکلتی ہیں) اور یہ

حُرُوْفُ مَدٍّ لِلْهَوَاءِ تَنْتَهِیْ۔

حروف مد ہوا پر ختم ہوتے ہیں۔

۳۔ ثُمَّ لِاَقْصَی الْحَلْقِ هَمْزٌ هَاءُ۔

(۲) پھر آخر حلق سے ہمزہ (اور) ہاء۔

ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَیْنٌ حَاءُ۔

(۳) (اور) پھر وسطِ (حلق) سے عین (اور) حاء (نکلتے ہیں)۔

۴۔ اَدْنَاهُ غَیْنٌ خَاؤُهَا۔ وَالْقَافُ

(۴) (نیز) ابتداءِ (حلق) سے غین (اور) خاء (۵) اور قاف

اَقْصَی اللِّسَانِ فَوْقُ۔ ثُمَّ الْکَافُ

زبان کی جڑ (یعنی) اوپر سے (نکلتا ہے)۔ (۶) پھر کاف

۵۔ اَسْفَلُ۔ وَالْوَسْطُ فَجِیْمُ الشِّیْنُ یَا۔

(زبان کے) نیچے سے (یعنی قاف کے مخرج کے نیچے سے)۔ (۷) اور وسطِ (زبان) سے جیم، شین، یاء۔

وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهٖ اِذْ وَلِیَا

(۸) اور ضاد اس کے (یعنی زبان کے) کنارے سے جب کہ وہ اوپر کے

۶۔ اَلْاَضْرَاسَ مِنْ اَیْسَرَ اَوْ یُمْنَاهَا۔

داڑھوں سے ملے (خواہ) بائیں (طرف کے ہوں) یا سیدھے (طرف کے)۔

وَاللَّامُ اَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا۔

(۹) اور لام اُسکی (یعنی زبان کی) نوک کو اس سے (یعنی ضاد کے مخرج اخیر اس تک لگانے سے) نکلتا ہے۔

۷۔ وَالنُّوْنُ مِنْ طَرَفِهٖ تَحْتُ اجْعَلُوْا۔

(۱۰) اور نون کو اس کے (یعنی زبان کے) کنارے سے (لام کے) ذرا نیچے سے ادا کرتے ہیں۔

وَالرَّا يُدَانِيْهِ لِظَهْرٍ اُدْخَلُوْا۔

(۱۱) اور راء کو اسکے (یعنی نون کے مخرج کے) قریب سے ادا کرتے ہیں۔

۸۔ وَالطَّاءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ

(۱۲) اور طاء اور دال اور تاء اس سے (یعنی زبان کی نوک سے) اور

عُلْيَا الثَّنَايَا۔ وَالصَّفِيْرُ مُسْتَكِنْ

ثنایائے علیا (کی جڑ سے)۔ (۱۳) اور (حروف) صفیرہ (ز، س، ص) ادا ہوتے ہیں

۹۔ مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلٰى۔

اس سے (یعنی زبان کی نوک سے) اور ثنایائے سفلی کے اوپر سے۔

وَالظَّاءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا

(۱۴) اور ظاء اور ذال اور ثاء (زبان کی نوک اور) ثنایائے علیا

۱۰۔ مِنْ طَرَفَيْهِمَا۔ وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ

کے کنارے سے۔ (۱۵) اور نچلے ہونٹ کے بطن (یعنی تر حصہ سے)

فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَهْ۔

اور ثنایائے مشرفہ کے کنارے سے فاء (نکلتا ہے)۔

۱۱۔ لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَاءٌ مِيْمُ۔

(۱۶) دونوں ہونٹوں سے واؤ، باء، میم (نکلتے ہیں)۔

وَغُنَّةٌ مَخْرَجُهَا الْخَيْشُومُ

(۱۷) اور غنّہ کا مخرج خیشوم ہے۔

(ب) صفاتِ حروف

امام جزری کے حسب ذیل صفاتِ حروفِ منظوم کو بھی طالب علم حفظ کر لے تو صفات بخوبی یاد رہ سکتے ہیں۔

اضداد ای: ۱۔ صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَرِخْوٌ مُسْتَفِلْ

اُس کے (یعنی حرف کے اضداد ای) صفات مجہورہ، رخوہ، مستفلہ،

مُنْفَتِحٌ مُصْمَتَةٌ وَالضِّدَّ قُلْ:

منفتحہ (اور) مصمتہ ہیں۔ اور کہد و کہ ان کے اضداد ی (صفات)

۲۔ مَهْمُوسُهَا فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ

مہموسہ (کا مجموعہ) فَحَثَّهُ شَخْصٌ، سَكَتْ۔

شَدِيدُهَا لَفْظُ أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ

(اور) شدیدہ کا مجموعہ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ ہے

۳۔ وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيدِ لِنْ عُمَرْ

اور رخوہ اور شدیدہ کے درمیانی حروف (یعنی متوسطہ کا مجموعہ) لِنْ عُمَرْ ہے۔

وَسَبْعُ عُلْوٍ "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" حَصَرْ۔

اور سات میں (حروف یعنی مُستعلیہ حروف کا مجموعہ) خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔

۴۔ وَصَادُ وَضَادُ طَاءُ ظَاءُ مُطْبَقَہ۔

اور مطبقہ (حروف) صاد، ضاد، طاء (اور) ظاء ہیں۔

وَفِرَّ مِنْ لُبِّ "حُرُوفِ الْمُذْ لَقَہ"۔

اور مذلقہ حروف (کا مجموعہ) فِرَّ مِنْ لُبِّ ہے۔

غیراضدادی

۵۔ صَفِيرُهَا صَادُ وَزَايُ سِيْنُ۔

(حروف) صفیرہ (غیر اضدادی) صاد اور زاء (اور) سین ہیں۔

قَلْقَلَةٌ "قُطْبُ جَدٍ"۔ وَاللِّيْنُ

اور حروف قلقلہ (کا مجموعہ) قُطْبُ جَدٍ ہے۔ اور (حروفِ) لینہ

۶۔ وَاوٌ وَيَاءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا

واؤ اور یاء ہیں (جبکہ ان پر) جزم ہو اور زبر ہو

قَبْلَهُمَا۔ وَالْإِنْحِرَافُ صُحِّحَا

ان سے پہلے (حرف) بطور انحراف (یعنی پلٹنا) ثابت ہے

۷۔ فِي اللَّامِ وَالرَّا وَبِتَكْرِيْرٍ جُعِلْ۔

لام اور راء (حروفِ منحرفہ) میں۔ اور راء حرفِ مُکررہ میں صفتِ تکرار رکھی گئی

وَلِلتَّفَشِّي الشِّيْنُ ضَادًا اسْتَطِلْ۔

اور (حرفِ) تفشی شین ہے۔ ضاد (حرفِ مستطیلہ کا مخرج) لانبا ہے۔

تقریظ

عالیجناب "امام القراء" المقری مولانا میر روشن علی الحسینی صاحب قادری قاری عشرہ سابق شیخ القراء مدرسۂ نظامیہ حیدرآباد دکن و معلم حضرات صاحبزادگان والاشان سلمہم اللہ تعالیٰ۔

حامداً و مصلیاً

میرے عزیز معاصر و ہمدرس مولوی سید کلیم اللہ حسینی صاحب نے جو کتاب علمِ تجوید میں بروایت سیدنا حفص رحمۃ اللہ علیہ تصنیف فرمائی ہے میری نظر سے گذری، مطالب و مضامین سے معمور، طرزِ بیان آراستہ، عام فہم اور زبان سلیس ہونے کے علاوہ کتابت و طباعت بھی دیدہ زیب ہے۔ فاضل مصنف کی لیاقت و محنت سے فنِ تجوید کی اردو کتابوں میں یہ رسالہ ایک نمایاں اور مفیدِ عام اضافہ ہے۔ میں کل طالب علموں کو نیک مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس چشمۂ فیض سے ضرور بہرہ ور ہوں۔

باراوّل ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۸ھ ۱،۰۰۰

باردوّم مئی سنہ ۱۹۵۴ء ۱،۰۰۰

بارسوّم فبروری سنہ ۱۹۵۶ء ۱،۰۰۰

بارچہارم جنوری سنہ ۱۹۵۹ء ۲،۰۰۰

ملنے کا پتہ

الحاج قاری عبدالرحیم صاحب استاد دارالقرآات

والدّینیات الکلیمیّہ، قریب گیٹ محکمۂ بلدیہ

بازار نورالاُمرا حیدرآباد دکن

(آندھرا پردیش)

مطبوعہ مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد دکن